www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

ترتیب

انتساب

۱ — دعا ، ۱۳
۲ — نعت دل میں اُترتے حرف سے مجھ کو ملا پتہ ترا ، ۱۵
۳ — غزل روز اک نیا سورج ہے تری عطاؤں میں ، ۱۷
۴ — نجمِ سحر ، ۲۰
۵ — بچے سے کھیلے ، ۲۱
۶ — چاند ، ۲۲
۷ — منفعت کا منشور ، ۲۳
۸ — فشار ، ۲۶
۹ — قبر پہ پھول ، ۲۸
۱۰ — کون گیا کون آیا ، ۲۹
۱۱ — پت جھڑ کی تنہائی ، ۳۰
۱۲ — خواب ، ۳۱
۱۳ — غزل ، ہم کبھی عشق کو وحشت نہیں بننے دیتے ، ۳۲
۱۴ — ریختہ ، ۳۴
۱۵ — غزل ، جمال فن کا، ترے اور میرے گھر میں رہا ، ۳۵
۱۶ — ترقی یافتہ ، ۳۶
۱۷ — غزل اب ترے رُخ پہ محبت کی شفق پھول تو کیا ، ۳۸

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

۱۸ — جبر ، ۴۰
۱۹ — تشکیل کا ایک لمحہ ، ۴۱
۲۰ — غزل آسنے ، کوئی انقلاب آسنے ، ۴۲
۲۱ — قریۂ محبت ، ۴۴
۲۲ — غزل یوں تو میں دشت پہ بھی پرتو گلشن دیکھوں ، ۴۵
۲۳ — روح و بدن سکے تم دیتج ، ۴۷
۲۴ — غزل وہ جو اک عمر سے مصروف عبادات میں تھے ، ۴۸
۲۵ — نئی تعبیر ، ۵۰
۲۶ — غزل اہل ثروت پہ خدا نے مجھے سبقت دے دی ، ۵۲
۲۷ — غزل بادِ بہار بھی چلتی ہے آرے کی طرح ، ۵۳
۲۸ — غزل سر سے درد دور نہیں ، سنگ سے سر دور نہیں ، ۵۷
۲۹ — انفصالی ، ۵۸
۳۰ — گناہ و ثواب ، ۵۹
۳۱ — سخن ناشناس ، ۶۰
۳۲ — آسنے والے منظروں کی نذر ، ۶۱
۳۳ — ہیلاو ، ۶۵
۳۴ — شبِ معصوم ، ۶۶
۳۵ — جذب ، ۶۷
۳۶ — غزل بکھر تو جاؤں گا لیکن اجڑ نہ جاؤں گا میں ، ۶۸
۳۷ — غزل جو لوگ دشمن جاں تھے ، وہی سہارے تھے ، ۷۰
۳۸ — آشوب ، ۷۲
۳۹ — غزل مرکز حقیقت میں کھو گئے ہم ، ۷۶
۴۰ — اضافی ، ۷۸
۴۱ — عقل اور وجدان ، ۷۹
۴۲ — غزل جانے یہ محبت کیا شے ہے ، تڑپا بھی گئی تھپکا بھی گئی ، ۸۰
۴۳ — منطقۂ روشنی ، ۸۲
۴۴ — فرازِ آسمان تک ، ۸۴
۴۵ — غزل یہ برزخ یا قیامت کی گھڑی ہے ، ۸۶
۴۶ — غزل نہ وہ دن ہے فرصتِ عشق کا ، نہ وہ دن ہیں کشتِ جمال کے ، ۸۸
۴۷ — غزل گو مجھ سے منسوب تھی انجمن آرائی ، ۹۰
۴۸ — غزل طے کروں گا یہ اندھیرا میں اکیلا کیسے ، ۹۲
۴۹ — غزل جب اس کے وجود پر فکر کی ، ۹۵
۵۰ — آدمی بھی عجیب چیز ہے ، ۹۷
۵۱ — برق جب چمکی ، ۹۸
۵۲ — غزل محیط شام میں جب بجھ گئی شفق کی قندیل ، ۹۹
۵۳ — آسنے والا زمانہ ، ۱۰۱
۵۴ — ابھی چاند نکلا نہیں ہے ، ۱۰۲
۵۵ — غزل یہ کیا کہ عشق کروں پاسِ آبرو نہ کروں ، ۱۰۳
۵۶ — تجردم ، ۱۰۴
۵۷ — غزل برہنہ پا میں سوئے دشتِ درد چلتا ہوں ، ۱۰۶
۵۸ — حسن و عشق ، ۱۰۸
۵۹ — غزل صحیفے پڑھ رہا ہوں اونچی نیچی رہگزاروں میں ، ۱۱۰
۶۰ — طلوع ، ۱۱۲
۶۱ — نارنگ ، ۱۱۳
۶۲ — غزل اگر نہ درد مری روح میں اتر جاتا ، ۱۱۴
۶۳ — ایک نظارہ ، ۱۱۶

اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com
اردو کتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

۱۱۰ — قریب آؤ تو دیکھوں ، ۲۰۹
۱۱۱ — بلاوا ، ۲۱۰
۱۱۲ — روشنی کا افق شب پہ اشارہ کیوں ہے ، ۲۱۱
۱۱۳ — دائرے ، ۲۱۲
۱۱۴ — خوشہ ، ۲۱۳
۱۱۵ — عشق بے دم ہے تو فردوسِ وفا مت ڈھونڈو ، ۲۱۶
۱۱۶ — درِ کسریٰ پہ صدا کیا کرتا ، ۲۱۸
۱۱۷ — دستِ تقدیر سے یوں نقش اُبھارا میرا ، ۲۲۰
۱۱۸ — ہم کو چاند اور تاروں سے بڑھ کر یہ منظر بھانے لگا ، ۲۲۲
۱۱۹ — جیتی آنکھیں ، ۲۲۴
۱۲۰ — ذرّے ذرّے میں جو تابانیِ جوہر دیکھیں ، ۲۲۵
۱۲۱ — دُھند ، ۲۲۷
۱۲۲ — نہ جانے خال و خد کیوں چھن گئے ہیں تیرتی جھیلوں کے ، ۲۲۹
۱۲۳ — متفرق اشعار ، ۲۳۱

انتساب

اپنے اُن اہلِ خاندان کے نام
جن سے میری حیاتِ فن کو دوام

رابعہ — وہ مری شریکِ حیات
میرے دُکھ سکھ میں میرے ساتھ رہی
دو جہاں میری دسترس میں رہے
میرے قبضے میں کائنات رہی

میرا نعمان — میرا نورِ نظر
روح کا چین، آنکھ کا تارا
میرا بیٹا بھی، میرا ساتھی بھی
میرا پیارا، مرا جگر پارا

فن انہی سے ہے معتبر میرا
جن سے جنت بنا ہے گھر میرا

اردو کتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دوام

میری ناہید اور میری نشاط   مجھ کو یہ بیٹیاں خدا نے دیں
خیر کی مشعلیں بلند کیے   وہ مرے ساتھ ساتھ چلتی رہیں

ریگ زارِ حیات میں مجھ کو   ذوق و شوقِ سفر انہی سے ملا
رات کی بے اُفق طوالت میں   اعتمادِ سحر انہی سے ملا

ان کے کردار میں گداز بہت
ان کی سیرت پہ مجھ کو ناز بہت

میری دو اور بیٹیاں ہیں جنہیں   منتخب میرے قلب و جاں نے کیا
میری اولاد کی طرح میری   ایک پروین[1]، ایک منصورہ[2]

غم کی حدت میں ان کا طرزِ تپاک   سرد جھونکوں، گھنی گھٹاؤں سا ہے
زندگی کی تمازتوں میں ندیم   پیار ان بیٹیوں کا چھاؤں سا ہے

روحِ انسانیت کی تجسیمیں
رحمتِ ایزدی کی تصویریں

۱۔ پروین شاکر
۲۔ منصورہ احمد

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۶۴ — غزل غروبِ مہر کی کس نے خبر اڑائی ہے ، ۱۱۸

۶۵ — اقصیٰ و حنظل ، ۱۲۱

۶۶ — غزل جانے کس کی قسمت میں کھیلیں ہیں ، ۱۲۲

۶۷ — برگ و شجر ، ۱۲۳

۶۸ — غزل اہلِ عقل کا تماشا دیکھوں ، ۱۲۴

۶۹ — عقل و عشق ، ۱۲۷

۷۰ — غزل ہم اٹھ کے کسی کی انجمن سے ، ۱۲۸

۷۱ — یہ طرزِ مسلمانی ، ۱۳۰

۷۲ — برفانی چوٹی پر ، ۱۳۱

۷۳ — یہ راہبر ، ۱۳۲

۷۴ — غزل سورج کو نکلنا ہے سو نکلے گا دوبارہ ، ۱۳۵

۷۵ — غزل موت برحق ہے مگر موت کا چرچا نہ کریں ، ۱۳۷

۷۶ — تعارف ، ۱۳۹

۷۷ — شہید ۱۹۶۵ء ، ۱۴۰

۷۸ — ثبوتِ حق ، ۱۴۲

۷۹ — غزل دل و جاں بیچ کے احسان اتارے اس کے ، ۱۴۵

۸۰ — معکوس ، ۱۴۷

۸۱ — نامکمل ، ۱۴۸

۸۲ — ایک پل سے ، ۱۴۹

۸۳ — غزل جو حقیقت میں سخن ور ہوگا ، ۱۵۰

۸۴ — جی چاہتا ہے کہ مسکراؤں ، ۱۵۲

۸۵ — غزل سلسلے بند بھی کر ہول بھری راتوں کے ، ۱۵۵

۸۶ — ایک فرد، ایک تاریخ ، ۱۵۶

۸۷ — غزل اے خدا قیامت اگر آتی ہے تو ٹل جائے ، ۱۵۹

۸۸ — بامعنی ، ۱۶۱

۸۹ — غزل مجرم جو صدا کا تھا، وہ زنجیر بپا ہے ، ۱۶۲

۹۰ — غزل کبھی جو مہرِ نظر تمک پر دل کو پھیلا دوں ، ۱۶۵

۹۱ — تغیر ، ۱۶۹

۹۲ — غزل سجتی ہے چاندنی کو روایت حجاب کی ، ۱۷۳

۹۳ — غزل خلق ہیکل کی ہے دیوانی ، ۱۷۵

۹۴ — رشتے ، ۱۷۷

۹۵ — غزل ہیں آپ اپنا جواب اور آپ اپنی نظیر ، ۱۸۱

۹۶ — ایک انسان ملا ، ۱۸۳

۹۷ — غزل حسنِ انصاف دوست ملتا ہوں ، ۱۸۵

۹۸ — غزل نہ شکستہ حرف ہیں اجنبی نہ فگار لفظ پڑے ہیں ، ۱۸۷

۹۹ — غزل درد کو جب دلِ شناسا میں زوال آتا ہے ، ۱۸۹

۱۰۰ — غزل فریاد کروں مگر کہاں تک ، ۱۹۱

۱۰۱ — غزل ہاتھ میں تیشہ ہے یا نسخہ کوئی اکسیر کا ، ۱۹۳

۱۰۲ — یہ کیا گورکھ ہے ، ۱۹۵

۱۰۳ — غزل ہر شے اپنی اپنی زباں میں اظہارِ حالات کرے ہے ، ۱۹۷

۱۰۴ — غزل رات کے ساتھ ہی رخصت ہوا مہتاب اپنا ، ۱۹۹

۱۰۵ — معیارِ رہنمائی ، ۲۰۱

۱۰۶ — غزل عالمِ ہجر میں سویا ہوں نہ سونا چاہوں ، ۲۰۳

۱۰۷ — ہوس ، ۲۰۵

۱۰۸ — غزل یہ جو اک عمر کی تنہائی ہے ، ۲۰۶

۱۰۹ — پیام ، ۲۰۸

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دعا

مجھے نہ مژدۂ کیفیتِ دوامی دے
مرے خدا! مجھے اعزازِ ناتمامی دے

میں تیرے چشمۂ رحمت سے شادکام تو ہوں
کبھی کبھی مجھے احساسِ تشنہ کامی دے

مجھے کسی بھی معزز کا ہم رکاب نہ کر
میں خود کماؤں جسے بس وہ نیک نامی دے

وہ لوگ جو کئی صدیوں سے ہیں نشیب نشیں
بلند ہوں، تو مجھے بھی بلند بامی دے

تری زمین پہ تیرے چمن رہیں آباد
جو دشت دل ہے، اسے بھی تو لالہ فامی دے

urdukutabkhanapk.blogspot.com
اردو کتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بڑا سرور سہی تجھ سے ہم کلامی میں!
بس ایک بار مگر ذوقِ خود کلامی دے

میں دوستوں کی طرح خاک اُڑا نہیں سکتا
میں گردِ راہ سہی، مجھ کو نرم گامی دے

عدوئے تم ہوں، تو کر آندھیوں کی نذر، مگر
رفیقِ گل ہوں تو مجھ کو صبا خرامی دے

اگر گروں تو کچھ اس طرح سربلند گروں
کہ مار کر، مرا دشمن مجھے سلامی دے

مارچ ۱۹۷۹ء

○

روز، اک نیا سورج ہے تری عطاؤں میں
اعتماد بڑھتا ہے صبح کی فضاؤں میں

شاید ان دیاروں میں خوش دلی بھی دولت ہے
ہم تو مسکراتے ہی گھر گئے گداؤں میں

بھائیوں کے جمگھٹ میں، بے ردا ہوئیں بہنیں
اور سر نہیں چھپتے، ماؤں کی دعاؤں میں

بارشیں تو یاروں نے کب کی بیچ ڈالی ہیں
اب تو صرف غیرت کی راکھ ہے ہواؤں میں

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سُونی سُونی کلیساں ہیں، اُجڑی اُجڑی چوپالیں
جیسے کوئی آدم خور، پھر گیا ہو گاؤں میں

جب کسان، کھیتوں پر دوپہریں میں جلتے ہیں
لوٹتے ہیں سگ زادے، کیکروں کی چھاؤں میں

تم ہمارے بھائی ہو — بس ذرا سی دوری ہے
ہم فصیل کے باہر، تم محل سراؤں میں

خون رسنے لگتا ہے، ان کے دامنوں سے بھی
زخم چھپ نہیں سکتے، ریشمی رداؤں میں

دوستی کے پردے میں، دشمنی ہوئی اتنی
رہ گئے فقط دشمن، اپنے آشناؤں میں

امن کا خدا حافظ - جب کہ نخلِ زیتوں کا
شاخ شاخ جلتا ہے، بھوکی فاختاؤں میں

ایک بے گنہ کا خون، غم جگا گیا کتنے !
بٹ گیا ہے اک بیٹا، بے شمار ماؤں میں

بے وقار آزادی، ہم غریب ملکوں کی
تاج سر پہ رکھا ہے، بیڑیاں ہیں پاؤں میں

خاک سے جُدا ہو کر، اپنا وزن کھو بیٹھا
آدمی معلق سا رہ گیا خلاؤں میں

اب ندیمؔ منزل کو ریزہ ریزہ چُنتا ہے
گھر گیا تھا بے چارہ، کتنے رہنماؤں میں

جنوری ۱۹۷۰ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

ہم کبھی عشق کو وحشت نہیں بننے دیتے
دل کی تہذیب کو تہمت نہیں بننے دیتے

لب ہی لب ہے، تُو کبھی — اور کبھی چشم ہی چشم
نقش تیرے، تری صورت نہیں بننے دیتے

یہ ستارے سے جو چمکتے ہیں پسِ ابرِ سیہ
تیرے غم کو مری عادت نہیں بننے دیتے

تُو کبھی رات، کبھی دن، کبھی ظلمت، کبھی نُور
تیرے جلوے، تجھے وحدت نہیں بننے دیتے

اُن کی جنت بھی کوئی دشتِ بلا ہی ہو گی
زندہ رہنے کو جو لذّت نہیں بننے دیتے

ہاں مسرّت تو ہے برحق، مگر افکارِ حیات
کوئی پیرایۂ راحت نہیں بننے دیتے

فکر، فن کے لیے لازم — مگر اچھے شاعر
اپنے فن کو کبھی حکمت نہیں بننے دیتے

وہ محبت کا تعلّق ہو کہ نفرت کا ندیم
رابطے، زیست کو خلوت نہیں بننے دیتے

فروری ۱۹۷۰ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہم سفر

چاند کی سمت جب اُڑتا ہوں
تو ہر بار عجیب حادثہ ہو جاتا ہے
وہ جو مٹی کا دیا جلتا ہے میرے گھر میں
اپنی لَو سر پہ رکھے، آتا ہے
اور کہتا ہے:
تیرے ساتھ چلوں گا کہ سفر دور کا ہے
اور تو راہ سے بھٹکا
تو میں بے آسرا رہ جاؤں گا!

جنوری ۱۹۷۶ء

ہنستے کھیلتے

خشک پتے
ہوا کے ہمجولی
کودتے، پھاندتے، گنگناتے ہوئے
دامنِ موجۂ صبا تھامے
مملکت زندگی کی طے کر کے
سرحدِ نیستی پہ جا پہنچے

جنوری ۱۹۷۶ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چاند

اسے میں نے دیکھا
تو سوچا
کہ اب چاند نے
اپنے سورج سے
لَو مانگنا چھوڑ دی ہے!

جنوری ۱۹۷۶ء

منفیت کا منشور

چلو کچھ اور سوچیں
ہم نے اب تک جو بھی سوچا ہے
وہ صدیوں کی پرانی سوچ ہے
اب عہد جوہر ہے
یہ وہ لمحہ ہے
جس کے شہپروں پر بیٹھ کر
ہم کو زمیں سے اپنا ناتا توڑنا اور آسماں سے جوڑنا ہے

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چلو کچھ اور سوچیں
اب یہ دنیا
اور انساں
اور اس کے دُکھ
پرانے، کرم خوردہ، بکھرے بکھرے، بدرنگ، بے لذّت فسانے ہیں

چلو کچھ اور سوچیں
اور محبت کی مناجاتیں تہ کریں
اور حسن کی قدریں بدل ڈالیں
چمکتی دھوپ پہ
اور چاندنی راتوں پہ لعنت بھیج کر
پھولوں پہ تھوکیں
ندیوں کو پتھروں سے پاٹ دیں
رشتوں کو کاٹیں

رابطوں کو روند ڈالیں
سولیاں گاڑیں

چلو کچھ اور سوچیں
لفظ سے مفہوم کی دولت اچک لیں
اور اسے پتھر بنا ڈالیں
زبانیں نوکِ خنجر کی طرح سینوں میں گاڑیں
نغمگی کو چیخ میں بدلیں
سمندر تشنگیوں پر کھینچ لائیں
وادیوں میں دلدلیں بھر دیں

چلو کچھ اور سوچیں
اب یہی سوچیں
کہ جو کچھ آدمی نے آج تک سوچا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وہ سب کفر ہے
اور حق فقط یہ ہے
کہ جو کچھ ہے
نہیں ہے
کچھ نہیں ہے
واہمہ ہے
خواب ہے
اور خواب سوچوں کی قدامت کا نتیجہ ہیں!

جنوری ۱۹۷۶ء

فشار

پھول جب کھل چکا تو کہنے لگا:

اب مرا حسن میرے بس میں نہیں
اب میں دیکھی دسترس میں نہیں

جنوری ۱۹۷۶ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قبر پہ پھول

اب کے بارش جو ہوئی
میں نے یہ دیکھا
کہ سرِ راہ جو اک قبر تھی
(شاید کسی دیوانے کی)
اس پہ اک پھول کھلا ہے
جو ہواؤں کے تھپیڑوں سے تڑپتا ہے
تو پاتال سے ہنسنے کی صدا آتی ہے

جنوری ۱۹۷۴ء

کون گیا کون آیا

نہ جانے سیڑھیوں سے کون اترا جا رہا ہے!
اس کی ہر ہر چاپ میں میلوں کی دوری ہے!
مجھے محسوس ہوتا ہے
کہ جیسے عالمِ سکرات میں جو سانس آئی تھی
وہ واپس جا رہی ہے!

جنوری ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پت جھڑ کی تنہائی

عجب خال و خد تھے!
ستارہ سی آنکھیں
شرارہ سے لب
اور صحیفہ سا چہرہ!
بدن — اک چمن
چال — بادِ صبا
بات — خوشبو
محبت — بہت گہری آسودگی فصلِ گل کی!
مگر آج وہ خال و خد دیکھ کر سوچتا ہوں
کہ میری بصارت کو پت جھڑ کی تنہائی نے کھا لیا ہے

جنوری ۱۹۷۷ء

خواب

چاندنی نے رنگِ شب جب زرد کر ڈالا — تو میں
ایک ایسے شہر سے گزرا — جہاں
صرف دیواریں نمایاں تھیں
چھتیں معدوم تھیں
اور گلیوں میں فقط سائے رواں تھے
جسم غائب تھے!

فروری ۱۹۷۶ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رہنما

رات جنگل میں آئی
تو چیتے کی آنکھوں نے
دو مشعلیں یوں جلا دیں
کہ میں راستے سے بھٹکنے کی عیاشیاں بھول بیٹھا!

فروری ۱۹۷۶ء

○

جمالِ فن کا، ترے اور میرے گھر میں رہا
کمالِ فن کا مگر دستِ کوزہ گر میں رہا!

میں تجھ کو پا کے، تجھی کو صدائیں دیتا ہوں
تو میرے دل میں اُتر کر بھی کیوں سفر میں رہا

جسے بھی دیکھوں، ترے حسن کی لپیٹ میں ہے
کہ جیسے سارا جہاں تیری رہگزر میں رہا

ترے وصال سے، تری بارشِ جمال میں بھی
تری جدائی کا منظر مری نظر میں رہا

urdukutabkhanapk.blogspot.com

رہے نہ دل میں اڑانوں کے حوصلے باقی
یہ اور بات کہ رعشہ سا بال و پر میں رہا

یہ انکشاف اگر کفر ہے، تو کیا کیجے
فرشتے عرش پہ، لیکن خدا بشر میں رہا

فروری ۱۹۷۶ء

ترقی یافتہ

بستی بستی شور اٹھتا ہے:
"مہنگائی! مہنگائی!"

مغرب والے
سونے کے انبار پہ چڑھ کر
کتنی درشت آواز میں فرماتے ہیں:
"دیکھو!
مشرق کو خود اس کی ترقی، راس نہ آئی!"

فروری ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

اب ترے رُخ پر محبت کی شفق پھولی، تو کیا
حسن برحق ہے اگر جب بجھ چکا ہو جی، تو کیا

جب ترا کہنا ہے، تو تقدیر کا محکوم ہے
تو نے نفرت کی تو کیا، تُو نے محبت کی تو کیا

اب کہاں سے لاؤں وہ آنکھیں جو لذت یاب ہوں
دستِ باراں نے مرے در پر جو دستک دی، تو کیا

ہجر کی شب، اس تصوّر سے کیسے تسکین ہو
سامنے رہتی ہے تیری شکل پیاری سی، تو کیا

جذب ہو جائیں گے خاکِ بے حسی میں سات رنگ
آنسوؤں کے ساتھ ٹپکا ہے اگر خوں بھی، تو کیا

دھوپ، کرنوں میں پروئے جائے گی ساری نمی
رات بھر پھولوں نے دستِ شب سے شبنم پی تو کیا

اب تو بستی سے جل تھل ہو گئیں آبادیاں
اب مرے کھیتوں کی لاشوں پر گھٹا برسی، تو کیا

جو رجس گھر میں پلیں، اس گھر کو کیسے بخش دیں
لوٹنے آئے ہیں ہم لوگوں کو اپنے ہی، تو کیا

ہم نہیں ہوں گے تو پھر کس کام کی تحسینِ شعر
روشنی اک روز ان لفظوں سے پھوٹے گی، تو کیا

دُور کی آہٹ تو آ پہنچی ہے اب سر پہ ندیمؔ
آگہی نے مدتوں کے بعد کروٹ لی، تو کیا

فروری ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جبر

ہوا کے ڈر سے گلوں نے قبائیں سی لی ہیں
اگر نمود ہو شبنم کی، کس امید پہ ہو
کہاں گئے وہ گلابی ہتھیلیوں سے برگ
کہاں گئیں وہ جبینیں، کہاں گئے وہ لب
جو دھوپ شاخ سے چھن چھن کر کرن کرن ٹپکی
کسے لگائے گی سینے سے، کس کو چومے گی
مسافروں نے اگر اس جگہ قیام کیا
تو میزبان کی آمد کے انتظار کے بعد
اٹھیں گے اور کسی صحرا میں جا کے دم لیں گے
کہ ان کو دشت سے جو نگہتیں بلاتی رہیں
وہ اب گلوں کی قباؤں میں سر بزانو ہیں

مارچ ۱۹۷۶ء

تھکن کا ایک لمحہ

سڑک کس قدر سخت، سفاک اور کھردری ہے
وہ جوتوں کے چمڑے
نئے ٹائروں کے ربر
رہرووں کے ارادوں کو
یوں چاٹ جاتی ہے
جیسے کوئی اژدہا ہے
جو صدیوں کا بھوکا ہے
اور زندگی کو نگلتا چلا جا رہا ہے!

مئی ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

آئے، کوئی انقلاب آئے
دل پر نہ مگر حجاب آئے

سیپی کے قفس کو توڑتے ہی
موتی میں بلا کی آب آئے

انساں کی کتابِ زندگی میں
کیوں کرب کے اتنے باب آئے

جب میرا سوال ہے زمیں سے
افلاک سے کیوں جواب آئے

ذرّات کا ذکر ہو رہا ہے
کیوں بیچ میں آفتاب آئے

ذرّوں پہ محیط علم تیرا
لمحوں کا مجھے حساب آئے

سیلابِ خود آگہی جب اُمڈا
کہسار بھی زیرِ آب آئے

زنداں سے تو میں نمٹ چکا ہوں
اب دور کوئی عذاب آئے

ہر روز نیا جنم لیا ہے
مجھ پر تو کبھی شباب آئے

جو شاخ تنے کی نفی کر دے
اس شاخ پہ کیا گلاب آئے

مئی ۱۹۷۶ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قریۂ محبت

بہت شدید تشنج میں مبتلا لوگو!
یہیں قریب محبت کا ایک قریہ ہے

یہاں دھوئیں نے مناظر چھپا رکھے ہیں، مگر
افق بقا کا وہاں سے دکھائی دیتا ہے

یہاں تو اپنی صدا کان میں نہیں پڑتی
وہاں خدا کا تنفس سنائی دیتا ہے

مئی ۱۹۷۶ء

○

یوں تو میں دشت پہ بھی پرتوِ گلشن دیکھوں
سایۂ گل میں مگر سانپ کا مسکن دیکھوں

اب تو یہ دستِ تہی کاٹنا جائز ٹھہرا
مدتوں سے کئی پھیلے ہوئے دامن دیکھوں

مر گئے تشنہ دہن، جل گئے کھیتوں کے بدن
اب تو برسات کے امکان کو روشن دیکھوں

اتنا چمکا ہے مجھے افتادِ حقیقت کا شرا
آسمانوں میں بھی روزن، پسِ روزن دیکھوں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مجھ پہ ہے برشیخ کی تکریم تو لازم لیکن
اسے نزدیک سے دیکھوں تو برہمن دیکھوں

کبھی کہسار میں کرتا تھا میں معدن کی تلاش
اب زمینوں میں بھی سینوں میں بھی آہن دیکھوں

جون ۱۹۷۹ء

"روح و بدن کے خم و پیچ"

کتنا شفاف ہے بدن تیرا
کل جو تو میرے پاس سے گزری
میں نے دیکھا، کہ تیرے چہرے پر
جھیل کا سا سکون چھایا ہے
اور ترے دل پہ جب نظر ڈالی
میں نے وہ حشر سا بپا دیکھا
جس طرح زلزلہ سا آیا ہے

جون ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

وہ جو اک عمر سے مصروفِ عبادات میں تھے
آنکھ کھولی تو ابھی عرصۂ ظلمات میں تھے

صرف آفات نہ تھیں ذاتِ الٰہی کا ثبوت
پھول بھی دشت میں تھے، حشر بھی جذبات میں تھے

نہ یہ تقدیر کا لکھا تھا، نہ منشائے خدا
حادثے مجھ پہ جو گزرے، مرے حالات میں تھے

میں نے کی حدِّ نظر پار، تو یہ راز کھلا!
آسماں تھے تو فقط میرے خیالات میں تھے

میرے دل پر تو گریں آبلے بن کر بوندیں
کون سی یاد کے صحرا تھے جو برسات میں تھے

اس سبب سے بھی تو میں قابلِ نفرت ٹھہرا
جتنے جوہر تھے محبت کے، مری ذات میں تھے

صرف شیطاں ہی نہ تھا منکرِ تکریمِ ندیم
عرش پہ جتنے فرشتے تھے، مری گھات میں تھے

جولائی ۱۹۷۲ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نئی تعبیر

غم کو تسخیر کریں، درد کو زنجیر کریں
آؤ حالات کی کچھ اور ہی تعبیر کریں

جب کبھی اہلِ قلم صدق کی تفسیر کریں
وہ جو تکفیر پہ مامور ہیں، تکفیر کریں

اے خدا، کفر ہمارا ہے بس اتنا سا، کہ ہم
تیری تکریم تو انسان کی توقیر کریں

جن کے اعمال کا ثمر محورِ آشوبِ حیات
آج کل فلسفۂ جبر پہ تقریر کریں

کیوں دکھائیں کسی بےکس کو اسی کی تصویر
ایک دلگیر کو کیوں اور بھی دلگیر کریں

اگر انسان فرشتے نہیں، جنات نہیں
مرمریں قصر ہواؤں میں نہ تعمیر کریں

دل اگر خون ہُوا ہے تو یہ بیکار نہ جائے
اپنے اس عہد کا منشور ہی تحریر کریں

جولائی ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

اہلِ ثروت پہ خدا نے مجھے سبقت دے دی
اس کی رحمت نے قلم کی مجھے دولت دے دی

نجمہ زن حسن کو دیکھا افقِ فردا پر
میں نے فن میں ذرا اک خواب کو وسعت دے دی

وہ کبھی مہر، کبھی ماہ، کبھی دن، کبھی رات
تری کثرت کو مرے ذوق نے وحدت دے دی

اپنے اللہ سے شکوے کا محل ہو تو کروں
غم دیے، ساتھ ہی غم سہنے کی راحت دے دی

اُس کا احسان کہ جو نفرت کا ہدف ہیں کب سے
مجھ کو اُن خاک نشینوں کی محبت دے دی

مجھ سے کافر پہ فرشتے کا اترنا ہی غضب
پھر ستم یہ، اسے انسان کی سیرت دے دی

آئنہ دیکھتے ہی، میں نے پلٹ کر دیکھا
عشق نے جیسے مجھے بھی تری صورت دے دی

اگست ۱۹۷۶ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

بادِ بہار بھی چلتی ہے، آرے کی طرح
پھولوں سے آنچ آتی ہے، شعلے کی طرح

زندہ ہوں، یا کوئی کھٹکا ڈھونڈتا ہوں
دستِ شجر سے چھوٹے ہوئے پتے کی طرح

کتنا خوش رُو، اور کتنا زہریلا تھا
مجھ کو تو وہ شخص لگا ہیرے کی طرح

اس کی یاد سکوں بھی اور بے چینی بھی
ماں کی گود میں روتے ہوئے بچے کی طرح

جانے کرۂ ارض پہ، یا مریخ پہ ہوں
چاند لگے چنگاری کے نقطے کی طرح

نئے نئے اوہام، قدیم ایمانوں پر
پھیل رہے ہیں، مکڑی کے جالے کی طرح

اک اک رہبر مجھ سے مخاطب ہوتا ہے
ہاتھوں کے بل کھڑے ہوئے بچے کی طرح

یہ شاید سچ کہنے کا ہنگام نہ تھا
اب گھبرایا بیٹھا ہوں، جھوٹے کی طرح

باطل سے ٹکرا کر جب حق پلٹا ہے
سینے پر سے گزرا ہے، پہیے کی طرح

شاید اس پہ صبح کا پرتو پڑتا ہو
رات کا ماتھا روشن ہے تارے کی طرح

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گردش کے آئینے میں بیٹھا ہے حسن
حدِ نظر تک تنے ہوئے حلقے کی طرح

میری خاک، بصیرت کی اکسیر بنی
مجھ کو وقت نے پہنا تھا سُرمے کی طرح

میرے فن کا کام حیات افروزی ہے
صحراؤں کی وسعت میں لالے کی طرح

اگست ۱۹۷۶ء

○

سر سے درد دور نہیں، سنگ سے سر دور نہیں
صاف ظاہر ہے کہ پایانِ سفر دور نہیں

دل میں اُتری چلی جاتی ہے ستارے کی انی
ہو نہ ہو، اب شبِ وعدہ کی سحر دور نہیں

کتنا خوش ہوں در و دیوار کی ویرانی سے
اس کا مطلب ہے، یہاں سے مرا گھر دور نہیں

عجز اچھا، مگر اس کی کوئی حد ہوتی ہے
تم دعا رو دھو کے مانگو تو اثر دور نہیں

نوعِ انساں کی محبت میں سہولت ہے ندیم
دور رہتا ہے خدا، اور بشر دور نہیں

اگست ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انفصال

دوستو!
تم تو کندھوں سے اُوپر نظر ہی نہیں آ رہے ہو
چلو
اپنے چہرے ندامت کی الماریوں سے نکالو
انہیں جھاڑ کر گردنوں پہ رکھو
تم ادھورے نہیں ہو تو پورے دکھائی تو دو

ستمبر ۱۹۷۷ء

گناہ و ثواب

مہربانی رات نے
اپنی آغوش میں
کتنے ترسے ہوئے بے گناہوں کو کھینچا
دلاسہ دیا
اور انہیں اس طرح کے گناہوں کی ترغیب دی
جس طرح کے گناہوں سے میلادِ آدم ہوا تھا

ستمبر ۱۹۷۶ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سخن ناشناس

میں جب شعر کہتا ہوں
دیوارِ فردا پہ
میرا قلم
خون کے رنگ میں
پھول سے لفظ لکھتا ہے
لیکن کوئی یہ زباں پڑھنے والا نہیں!

ستمبر ۱۹۶۶ء

آنے والے منظروں کی نذر

سنہرے — ڈوبتے سورج نے
قرطاسِ فلک پر
اِک عجب تصویر کھینچی ہے!
مگر تصویر میں جو رنگ برتے ہیں شعاعوں نے
وہ کچے ہیں!
اُنھیں الفاظ میں محفوظ کر کے
آنے والے منظروں کی نذر کرنا
انتہائے فن پرستی بھی ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

خلاقی بھی
اور فن کی دیانت بھی
عبادت بھی

جو بادل دور ہیں
لاکھوں کروڑوں کوس پر ہیں
اور جو نزدیک ہیں
ان کو اگر چھو لو
تو پوریں رنگ جائیں سات رنگوں میں !
قریب و دور میں جو فاصلہ ہے
اس میں گہرا اور نیلا اور چمکیلا خلا یوں پُر سکوں ہے
جیسے تا حدِ نظر پھیلے سمندر پر سے جب کشتی گزر جائے
تو وہ آسودگی کی سانس لیتا ہے !

جو بادل دُور ہیں
اب تک طلائی تھے مگر اب زرد ہیں
اور جو نزدیک ہیں
اب تک گلابی تھے مگر اب شعلہ وش ہیں
اور نیلا آسماں اب سبز ہے
اب سرمئی ہے
اب فقط لا انتہائی کے خلا کا ایک صحرا ہے
جو بادل زرد تھے
اب گھلتے جاتے ہیں
جو بادل شعلہ وش تھے
بجھتے جاتے ہیں
اِدھر مشرق سے جو سیلابِ شب اُمڈا ہے
سناٹے کی لہروں کی زبانوں سے
گئے خورشید کی تسلیمِ فن کو چاٹ لیتا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مگر طغیانِ تاریکی کے اس آشوب میں
پہلا ستارہ آسماں پر جب چمکتا ہے
تو وہ اپنی ہنسی پہ ضبط کرتا ـــ
بزمِ سرگوشی میں کہتا ہے
کہ سورج ڈوبنا کب ہے!

ستمبر ۱۹۷۶ء

میلاد

بہت زرد پتّوں کے جھرمٹ میں
اک سبز پتّہ اُگا
اور شجر
انکشافِ توانائی کے جوش میں تن گیا
ایک جھونکا جو گزرا
تو لے کر اسے اپنی آغوش میں
جھومنے، گنگنانے لگا

ستمبر ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شبِ معصوم

تیرے رخسار پر یہ جو اپنا ہُوا ایک تل ہے
جو ازِ شبِ تار ہے
اور یہ شب
چار جانب سے اُمڈی ہُوئی روشنی اور شفق میں گھری
اتنی معصوم لگتی ہے
جیسے یہ آسماں کے سمندر میں چاند اک جزیرہ بنا
اپنے انجام سے بے خبر
تیرتا ہے

ستمبر ۱۹۶۶ء

مہذّب

مجھے کل مرا ایک ساتھی ملا
جس نے یہ راز کھولا
کہ — "اب جذبہ و شوق کی وحشتوں کے زمانے گئے!"

پھر وہ آہستہ آہستہ — چاروں طرف دیکھتا
مجھ سے کہنے لگا :
"اب بساطِ محبت لپیٹو
جہاں سے بھی مل جائے دولت — سمیٹو
غرض کچھ تو تہذیب سیکھو!"

ستمبر ۱۹۷۵ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

بکھر تو جاؤں گا لیکن اُجڑ نہ جاؤں گا میں
حیات کھو کے، بھری کائنات پاؤں گا میں

جو گھر کھنڈر ہی کھنڈر ہیں انہیں بساؤں گا میں
جہاں دیے نہیں جلتے، دیے جلاؤں گا میں

بگڑ چکی ہیں بہت عادتیں عناصر کی!
گھٹائیں بن کے سرِ ریگزار چھاؤں گا میں

تو میرے دل میں اُترنے کا حوصلہ تو رکھ
یہاں سے عرش کا منظر تجھے دکھاؤں گا میں

گزر ہُوا جو کبھی جلوہ زارِ سینا سے
تو طُور پر کسی انسان کو بلاؤں گا میں

چمن خدا کا، مجھ انساں سے نبھ نہ پائے گا
اسے مٹاؤں گا کیسے؟ جسے بناؤں گا میں

نومبر ۱۹۷۶ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

⊙

جو لوگ دشمنِ جاں تھے، وہی سہارے تھے
منافعے تھے محبت میں، نہ خسارے تھے

یہ عشق تھا، کہ فقط عشق جس کا مسلک تھا
اس امتحان میں سجدے، نہ استخارے تھے

جو لوگ ترکِ طلب پر بضد تھے، ان کے لیے
جہاں رکے تھے سفینے، وہیں کنارے تھے

خود اپنا آپ گنوا کر جنھیں خدا نہ ملا
وہ تیرگی کے نہیں، روشنی کے مارے تھے

حضورِ شاہ بس اتنا ہی عرض کرنا ہے
جو اختیار تمھارے تھے، حق ہمارے تھے

یہ اور بات، بہاریں گریز پا نکلیں
گلوں کے ہم نے تو صدقے بہت اتارے تھے

خدا کرے کہ تری عمر میں گنے جائیں
وہ دن جو ہم نے ترے ہجر میں گزارے تھے

اب اذن ہو تو تری زلف میں پرو دیں پھول
کہ آسماں کے ستارے تو استعارے تھے

قریب آئے تو ہر گل تھا حسن، نہ زیور
ندیم دور کے منظر تو پیارے پیارے تھے

دسمبر ۱۹۷۶ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آشوب

خدا کو بلاؤ
کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھے

میں مٹی کا انساں ہوں
میں آسماں کا فرشتہ نہیں
اس لیے معتبر بھی نہیں ہوں
خدا اپنی آنکھوں سے دیکھے
کہ وہ سر جو صدیوں کے سجدوں سے زخمی ہیں
اب آسماں کی طرف اُٹھ رہے ہیں

وہ دیکھے
کہ آنکھوں میں اب حسن دریافت کرنے کی ساری چمک بجھ چکی ہے
کھنڈر کے دریچوں سے آخر کھنڈر کے سوا کیا نظر آسکے گا!

وہ دیکھے
کہ جو لب فقط ذکرِ رب یا محبت کے اظہار یا پھر غنا کے لیے
وا ہوئے

آج اوّل تو کھلتے نہیں
اور کھلتے ہیں جب، تو شرار سے اُگلتے ہیں

وہ اپنی آنکھوں سے دیکھے
کہ سینے — دفینے جو تھے کبریائی کے اسرار کے
اب وہاں وہم کے اژدہے
کینچلی پر بدلتے ہوئے کینچلی
سہمسا تے ہیں پھنکارتے ہیں

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حسین جسم، روحوں کے تاریک پنجرمیں
حدِ نظر سے پرے اک دیے کی طرف بڑھ رہے ہیں
مگر ہر قدم پر یہ حدِ نظر اک قدم اور ہٹتی چلی جا رہی ہے

جو انسان کے ذہن کی شاہراہیں تھیں
ان پر یقینوں کے کشتوں کے پشتے لگے ہیں

جو اس کے تصور کے فردوس تھے
ریزہ ریزہ پڑے ہیں

جو اس کی پرستش کے معیار تھے
نوکِ خنجر کی مانند ان راستوں پر گڑے ہیں
جو یادش بخیر، اک زمانے میں سیدھی خدا کی طرف جا رہی تھیں
مگر اب فقط دائروں میں بھٹکتی ہوئی رہ گئی ہیں

خدا کو بلاؤ
کہ اس کا یہ شہکارِ فن
اپنے محور سے ہٹنے لگا ہے
وہ چھوٹوں بڑوں اور نیکوں بدوں کے قبیلوں میں بٹنے لگا ہے
وہ جو عرش تک پھیل جانے کی گر سوچتا تھا
سکڑنے لگا ہے، سمٹنے لگا ہے
وہ آشوب، جو اس نے اپنی ذکاوت سے پیدا کیا تھا
اسی سے نمٹنے لگا ہے

جنوری ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

مر کر جنت میں کھو گئے ہم
فردوسِ حیات کھو گئے ہم

آنکھوں میں کٹی تھی رات ساری
سورج نکلا تو سو گئے ہم

گو ہم کو خدا نہ ہاتھ آیا
امکان کے بیج بو گئے ہم

تھا ابرِ کرم پہ طنز مقصود
رو کر صحرا بھگو گئے ہم

اپنی پہچان کے سفر پر
نکلے تو کسی کے ہو گئے ہم

یوں ہم نے لیا فنا کا بدلہ
غزلوں میں بقا سمو گئے ہم

جنو ۱۹۷۲ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اضافی

کشیدہ قامتی سرو پر نہیں موقوف
خمیدہ پشت درختوں پہ بھی، سحر کے قریب
طیور، نغمہ سرائی کی دُھن میں اتریں گے!

جنوری ۱۹۷۵ء

عقل اور وجدان

ایسی دنیا سے ہمیں کوئی توقع کیا ہو
جس میں وجدان پہ ہو عقل کی ضد کا الزام
عقل انساں کے پیکر میں تو محبوس نہیں
اور وجدان ہے اس عقل کی پرواز کا نام
سوچتے سوچتے آجاتے ہیں ایسے پل بھی
جب پگھل جاتا ہے یہ عالمِ اشیا کا نظام
اور ہم لوگ خلا تا بہ خلا دیکھتے ہیں
جس طرف دیکھتے ہیں صرف خدا دیکھتے ہیں

جنوری ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کچھ خال و خد پہچانو تو، یہ لُو کا تھپیڑا وہی نہ ہو
اک موج ہوائے گلشن کی، کہتے ہیں سوئے صحرا بھی گئی

رحمت پہ ندیم نہ طنز کرو، کھیتوں کو خشک ہی رہنے دو
اب سُوئے فلک کیا دیکھتے ہو، بدلی تو برس برسا بھی گئی

جنوری ۱۹۷۷ء

○

(نذر اقبال)

جانے یہ محبت کیا شے تھی، تڑپا بھی گئی، تھپکا بھی گئی
ایک آدھ افق دھندلا بھی گئی، آفاق نئے چمکا بھی گئی

کیوں کہتے ہو قیس اکیلا تھا جب قریۂ نا پرساں سے گیا
ساتھ اس کے ردائے لیلیٰ کی خوشبو بھی اور ہوا بھی گئی

جدت سے مجھے انکار نہیں یاروں سے مگر یہ پوچھنا ہے
یہ کون سا ہے معیارِ وفا، امید گئی تو وفا بھی گئی

یہ صدی بظاہر بری سہی، یہ صدی کچھ ایسی بری نہ تھی
گو اس نے بجھائے چراغ کئی، قندیلیں نئی جلا بھی گئی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

منطقۂ داخلی

شعاعیں

جو جاتے ہوئے اک تھکے ہارے سورج نے

چنگاریوں کی طرح چُن کے دامن میں بھر لی تھیں

اب برف کے نرم گالوں کے فرغل پہن کر پلٹ آئی ہیں

اب دہکتے ہوئے فرش پر پاؤں ٹھٹھرے ہُوئے رینگتے ہیں!

ہوائیں

جو تُوبن کے پوری صدی تک چلی اور چلی تھیں

اپاہج بنی، گر پڑی ہیں!

زمیں کی زباں گنگ ہے

آنکھ پتھرائی ہے

ہونٹ نیلے ہیں

بازو لٹکتے ہوئے ڈھیلے ڈھیلے ہیں

چاروں طرف اک بھیانک سفیدی کا ویرانہ ہے

جس میں انسان پہنچے

تو الفاظ اولوں کی مانند جم جائیں!

اب زندگی کے پگھلنے کا امکان

اِک ایسے سورج سے وابستہ ہے

جو کہیں سے بھی آئے

وہ مشرق سے نکلے کہ مغرب سے ابھرے

وہ افلاک سے گر پڑے

یا زمیں سے نکل آئے --

بس ایک سورج ہو

جو انجمادِ مسلسل کا دشمن ہو

اور ڈوبنا جس کو آتا نہ ہو

جنوری ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ذرا آسماں تک

فلک پہ آئینۂ انساں سجانے آئے ہیں
کسی کی پردہ دری کے زمانے آئے ہیں
ہم آپ اپنا مقدر بنانے آئے ہیں
ہم آسماں کو زمیں سے ملانے آئے ہیں

ہمارے پیشِ نظر تھی خدا کی دربدری
سفر میں یوں تو ہزاروں ٹھکانے آئے ہیں
ہماری زندہ دلی دیکھنے کے لائق ہے
لہو لہو ہیں مگر سینہ تانے آئے ہیں

فرشتے راستہ دیں اور رائیگاں نہ کریں
ہم اپنے روٹھے خدا کو منانے آئے ہیں

بہشت دیکھا ہے جس سے ہم نے ہجرت کی
نہ حق جتانے، نہ جھگڑا چکانے آئے ہیں
شجر اُگا کے یہ کہنا، شجر سے دور رہو
ہم اس تضاد کے کچھ بھید پانے آئے ہیں

زمیں، روزِ ازل کی طرح اُجڑ جائے
ہم اپنے فن کی اگر داد پانے آئے ہیں

جنوری ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

یہ برزخ، یا قیامت کی گھڑی ہے
جسے دیکھو، اسے اپنی پڑی ہے

اگر ہیں ذہنِ یزداں کو کھول پھول
تو وہ اس پھول کی اک پنکھڑی ہے

وفا کے ہیں عجب معیار میرے
محبت وقت سے کتنی بڑی ہے

ہے میرے سامنے منظر انوکھا
خدا ہے اور ساون کی جھڑی ہے

گھڑی پہلی محبت کی عجیب تھی
ابھی تک یاد کے در پر کھڑی ہے

عجب گلزار ہے تہذیبِ انساں
کہ اس کے وسط میں سولی گڑی ہے

مارچ ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

نہ وہ سِن ہے فرصتِ عشق کا، نہ وہ دن ہیں کشفِ جمال کے
مگر اب بھی دل کو جواں رکھیں وہی شعبدے خد و خال کے

یہ جو گرد بادِ حیات ہے، کوئی اس کی زد سے بچا نہیں
مگر آج تک تری یاد کو میں رکھوں سنبھال سنبھال کے

میں امین و قدر شناس تھا، مجھے سانس سانس کا پاس تھا
یہ جبیں پہ ہیں جو لکھے ہُوئے، یہ حساب ہیں مہ و سال کے

وہ کبھی شفق کا فسوں کہیں، کبھی گُل کہیں، کبھی خوں کہیں
کہ ہیں میری صبحِ عروج میں ابھی رنگ شامِ زوال کے

مری حسرتوں کو ہرا رکھے، مری کشتِ جاں کو بھرا رکھے
یہ یقیں، کہ مجھ پہ کھلیں گے در کسی روز بادِ شمال کے

شبِ تار سے نہ ڈرا مجھے، اے خدا! جمال دکھا مجھے
کہ ترے ثبوت ہیں بیشتر تری شانِ حسن و جلال کے

کوئی کوہکن ہو کہ قیس ہو، کوئی میر ہو کہ ندیم ہو
سبھی نام ایک ہی شخص کے، سبھی پھول ایک ہی ڈال کے

مارچ ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

گو مجھ سے منسوب تھی انجمن آرائی
اب میں ہوں اور حدِ نظر کی تنہائی

میں جو کھلا تو آندھی اس شدت سے چلی
جیسے توڑ ہی لے گی لالۂ صحرائی

میں نے جنوں کا صرف یہ مطلب سمجھا ہے
سودائی کو راس نہ آئی دانائی

دنیا اور خدا کا رشتہ جانے کون
جس کا تماشا ہے، وہ آپ تماشائی

چاند پہ پہنچا لیکن خود سے دور رہا
ابھی ادھوری ہے انساں کی انگڑائی

سمجھ سکا ہوں زیست کا یہ مفہوم ندیم
گردشِ پیہم میں ہے رازِ توانائی

مارچ ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

طے کروں گا یہ اندھیرا میں اکیلا کیسے
میرے ہمراہ چلے گا مرا سایا کیسے

میری آنکھوں کی چمک چاند بتا سکتی ہے
جس کو دیکھا ہی نہ جائے اسے دیکھا کیسے

چاندنی اس سے لپٹ جائے، ہوائیں چھیڑیں
کوئی رہ سکتا ہے دنیا میں اچھوتا کیسے

میں تو اس وقت سے ڈرتا ہوں کہ وہ پوچھ نہ لے
یہ اگر ضبط کا آنسو ہے تو ٹپکا کیسے

یاد کے قصر میں امید کی قندیلیں ہیں
میں نے آباد کیے درد کے صحرا کیسے

اس لیے صرف خدا سے ہے تخاطب میرا
میرے جذبات کو سمجھے گا فرشتہ کیسے

ذہن میں نت نئے بت ڈھال کے یہ دیکھتا ہوں
بت کدے کو وہ بنا لیتا ہے کعبہ کیسے

اس کی قدرت نے مرا راستہ روکا ہوگا
پوچھ مجھ سے کہ قیامت ہوئی برپا کیسے

گر سمندر ہی سے دریاؤں کا رزق آتا ہے
اس کے سینے میں اتر جاتے ہیں دریا کیسے

ٹوٹتی رات نے سورج سے یہ سرگوشی کی
میں نہ ہوتی تو ترا نور برستا کیسے

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں تو ہر سانس میں آ جاتا ہوں فردا کے قریب
پھر بھی فردا مجھے دے جاتا ہے دھوکا کیسے

تہ میں ڈوبے ہوئے ملاح سے پوچھے کوئی
موجۂ بحر نے کشتی کو اچھالا کیسے

لوگ جو خاکِ وطن بیچ کے کھا جاتے ہیں
اپنے ہی قتل کا کرتے ہیں تماشا کیسے

جو مرے دستِ مشقت کے ہیں محتاج ندیم
چھین لیتے ہیں مرے منہ کا نوالہ کیسے

مارچ ۱۹۷۷ء

○

جب اس کے وجود پر نظر کی
تصویر سی کھنچ گئی سحر کی

تم ایک نمازِ حسیں ہو
سرما میں ہو دھوپ دوپہر کی

چاہے وہ ہزار مختصر ہو
روشن تو ہے زندگی شرر کی

یاروں کی نظر ہے قفس پر
اور مجھ کو تلاش بال و پر کی

بستی کو نگل گیا اندھیرا
جب آگ بجھی ہے میرے گھر کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سوتے رہے شب کو رونے والے
آواز پلٹ گئی گجر کی

کعبے سے صنم کبھی نہ نکلے
جاری رہی جنگ خیر و شر کی

وقت آئے گا، جب نہیں مرے گا
مرضی نہ ہوئی اگر بشر کی

آئینے اٹھائے پھر رہے ہو
کچھ فکر کرو ندیمؔ سر کی

مارچ ۷۷ء

آدمی بھی عجیب چیز ہے

آدمی بھی عجیب چیز ہے!
جو نہیں ہے، اسے ڈھونڈتا ہے
مگر جس کو پاتا ہے
اس کو وہ جب تک کہیں کھو نہ دے
کتنا بےچین رہتا ہے!
حاضر کو غائب میں
غائب کو حاضر میں
یوں کھوجتا ہے
کہ جیسے وہ خود کھو گیا ہے!

اپریل ۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

برف جب پگھلی

برف جب پگھلی تو نکلے کوہ پیماؤں کے جسم
بستیاں جیسے اُبھر آتی ہیں سیلابوں کے بعد
جیسے آسیبِ حقیقت خلد کے خوابوں کے بعد

اپریل ۱۹۷۷ء

○

(نذرِ اقبال)

محیطِ شام میں جب بجھ گئی شفق کی ضو
تو آفتاب پہ ہنس دی مرے چراغ کی لو

کسی بھی رات کو میں رات یوں نہ مان سکا
کہ میرے دل کے اُفق سے تو پھوٹتی رہی پو

جنھیں تلاش نہ ہو آخری حقیقت کی
سمجھ نہ پائیں طلوع و غروب کی تگ و دو

یہ راز مجھ پہ کھُلا اس کی حسن کاری سے
کہ آدمی ہے خدا کے مزاج کا پرتو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تمام وقت کی پیمائشوں کے جھیلے ہیں
کہ چاند ایک ہے لیکن ہزار ہا مہِ نَو

صدف سے تُو نے گہر تک سفر کیا تو کیا!
گہر کے بطن میں دیکھا نہ تو نے دانۂ سحر

خدا کے نور کو چھُو کر یہ سوچتا ہوں ندیمؔ
کہاں کہاں مجھے لائی مرے خیال کی رَو

اپریل ۱۹۷۷ء

آنے والا زمانہ

میں جو کچھ کہوں گا
وہی آنے والا زمانہ کہے گا
کہ یہ آنے والا زمانہ
مرے ماضی و حال کی نسل ہے۔
فرق اتنا سا ہے
آنے والے زمانے میں
جو کچھ بھی ہوگا
مرے حکم سے
میری تائید سے
اور میری حمایت سے ہوگا

اپریل ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ابھی چاند نکلا نہیں ہے!

ابھی چاند نکلا نہیں ہے
مگر آسماں کی سیاہی پہ جو دھول سی اُڑ رہی ہے
ہر اُس کی کرن نے اُڑائی ہے
پیشِ نظر آسماں کی صفائی ہے!
آخر یہیں چاندنی اپنے خیمے لگائے گی
اور رات کی ظلمتیں اس کے پہرے پہ مامور ہوں گی!

اپریل ۱۹۷۷ء

○

یہ کیا کہ عشق کروں، پاسِ آبرو نہ کروں
میں تجھ کو کھو کے خدا کی بھی جستجو نہ کروں

میں انتظارِ طلوعِ سحر میں جیتا ہوں
میں اپنا چاکِ گریباں کبھی رفو نہ کروں

تو صرف جسم نہیں ہے، ورائے جسم بھی ہے
میں تجھ کو پا کے بھی کیوں تیری آرزو نہ کروں

غیور ہوں کہ اجارہ پسند ہوں، کیا ہوں
میں تجھ کو اپنے خدا کے بھی روبرو نہ کروں

یہ مشورہ ہے تو مرے ترکِ شعر کے ہیں ندیم
کہ جب بھی شعر کہوں، دل لہو لہو نہ کروں

اپریل ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گجردم

گجردم کے ملجے سے تھے
جب بند کھڑکی کے شیشوں پہ دستک ہُوئی!
کون ہے؟ — میں نے پوچھا
تو ایک اور دستک ہُوئی!
نیند کچّی تھی
آنکھوں میں خوابوں کا نم تھا
میں کروٹ بدلنے کو تھا
جب یہ دستک تسلسل سے ہونے لگی!

کون گستاخ ہے؟ — میں نے پوچھا
پلٹ کر جو دیکھا
تو وہ پھول تھا موتیے کا
جو خوشبو کا تحفہ لیے
مسکراتا ہُوا
ایک معصوم بچے کی مانند
کھڑکی کے شیشے سے لگ کر کھڑا تھا!

اپریل ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

برہنہ پا میں سوئے دشتِ درد چلتا ہوں
میں اپنی آگ میں اپنی رضا سے جلتا ہوں

مرے مزاج کی چارہ گری کرے گا کون
چمن کی راہ سے، صحرا میں جا نکلتا ہوں

اگر جلا نہ سکا مجھ کو آفتاب کوئی
میں رنگ و بو کی تمازت میں کیوں پگھلتا ہوں

مجھے تو پیکرِ محسوس سے محبت ہے
میں صرف ایک تصور سے کب بہلتا ہوں

سمیٹ لیتا ہے باہوں میں میرا عشق مجھے
میں جب بھی فکر کی ڈھلوان سے پھسلتا ہوں

رُتوں کے جبر سے آزاد ہو چکا ہوں ندیمؔ
خزاں میں پھولتا ہوں آندھیوں میں پھلتا ہوں

اپریل ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حسن و عشق

تجھے دیکھ کر سوچتا ہوں
کہ جو وقت تجھ سے بچھڑ کر کٹا
کتنا بے درد تھا!
تیرے چہرے کے گلزار میں پل چلاتا رہا
تیری چکنی چمکتی ہوئی جلد سے
دیپ مشعل جلاتا رہا
سوچتا ہوں
اگر اب اُسی وقت کا سامنا ہو
تو میں تجھ کو باہوں میں سے لوں

میں چہرے پہ تیرے، محبت کی مہروں کے سب غنچے کھلاؤں
تری جلد کو چوم کر آئینے کی طرح جگمگاؤں
میں گزرے ہوئے وقت کو یہ بتاؤں
کہ انسان کا عشق لمحوں کا قیدی نہیں ہے!
اگر جسم اس عشق کی ابتدا ہے
تو جو انتہا ہے
وہ ہر سوچ سے ماوراء ہے!

اپریل ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

(ت)

صحیفے پڑھ رہا ہوں اونچی نیچی رہگزاروں میں
کئی صدیوں کی گونجیں دفن ہیں ان کوہساروں میں

جنھیں اب ڈھونڈتا ہے دیوِ ظلمت ارضِ مغرب کا
کبھی پیغمبروں کی روشنی تھی ان دیاروں میں

انھی کے مطلعِ ہجرت سے کل خورشید اُبھرے گا
جو اَب شامل ہیں ارضِ ایشیا کے بے وقاروں میں

نہ ان کا ہاتھ ہلتا ہے، نہ ان کا پاؤں اُٹھتا ہے
مری بے دست و پائی کے مگر چرچے ہیں یاروں میں

مری نظروں میں یہ آتش فشانوں کے دہانے ہیں
جو مرمر کے محل اُگنے لگے ہیں سبزہ زاروں میں

تمازت اس قدر ہے، دھوپ چھن جاتی ہے پتوں سے
کہیں سایہ نہیں ملتا درختوں کی قطاروں میں

نمازِ صبح کی مہلت میسر ہو تو کیسے ہو؟
اذانیں سُن کے کھو جاتا ہوں چڑیوں کی پکاروں میں

میں ان لوگوں کو دعوت دے رہا ہوں سیرِ صحرا کی
جو کھو بیٹھے ہیں اپنی راہ پھولوں کے حصاروں میں

ندیمؔ اب تو سمجھ لو بات قدرت کے علائم کی
ستارے کچھ تو کہتے ہیں اشاروں ہی اشاروں میں

اپریل ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

طلوع

رات ایسی بھی جابر نہیں ہے
وہ آئی ہے
لیکن تمھارے لیے
کچھ نہ کچھ ساتھ لائی ہے
اس کے سیہ پیرہن پر نہ جاؤ
کہ دامانِ ظلمت میں اس کے
ستارے بھی ہیں
صبحِ نو کے اشارے بھی ہیں

اپریل ۱۹۷۷ء

فائرنگ

یہ مانا
کہ تم نے تو گولی کی آواز سن کر کہا تھا
کہ گولی چلی ہے
مگر میں
چٹختی ہوئی ہڈیوں
اور اُبلتے ہوئے خون کے شور میں
گولی چلنے کی آواز سننے سے پہلے ہی
اپنی سماعت کی میت کو دفنا چکا تھا

اپریل ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

اگر نہ درد مری روح میں اُتر جاتا
میں جیسا بے خبر آیا تھا، بے خبر جاتا

ابھی کہیں نہ کہیں صدق بھی ہے عدل بھی ہے
میں ورنہ خیر کے اثبات سے مُکر جاتا

فضائے تیرہ سے مانوس تھی نگاہ مری
فلک سے ورنہ میں ورتا نہ کیوں گزر جاتا

کہیں خلاؤں میں آدم کی لاش کھو جاتی
زمیں پہ آ کے اگر زندگی سے ڈر جاتا

ہر ایک ڈوبنے والا یہ سوچتا ہے، کہ میں
بھنور سے بچ کے نکلتا تو پار اُتر جاتا

تمام عمر مرا دشت میرے ساتھ رہا
تمام عمر تمنّا رہی کہ گھر جاتا

مرا کوئی بھی نہیں کائنات بھر میں ندیم
اگر خدا بھی نہ ہوتا تو میں کدھر جاتا

مئی ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک نظارہ

شہراہِ حیات پر کھڑا ہوں
اور دیکھ رہا ہوں یہ نظارا
عورت کو جھٹک کے بازوؤں سے
اک شخص نے کار سے اُتارا
عورت نے طویل چیخ ماری
اور کار نے بھر لیا طرارا
اک صنفی حیا رشو روان تھی
ٹوٹا ہو فلک سے جیسے تارا

ناگاہ مرے قریب آکر
تو میرے وجود نے پکارا!
کب ہوتا ہے چار آنسوؤں سے
پورا اک نسل کا خسارا
کیا تیرے ضمیر میں نہیں ہے
غیرت کا بچا کھچا شرارہ
اشکوں سے نظام کیسے بدلیں
اے شعر و سخن کے بزم آرا!

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

غروبِ مہر کی کس نے خبر اُڑائی ہے
مرے پہاڑ کی چوٹی ابھی حنائی ہے

مجھے حدودِ فلک کو عبور کرنے دو
وہاں چلا ہوں جہاں ذہن کی رسائی ہے

ہے اس کی زد میں خلا اور ماورائے خلا
یہ مشتِ خاک کہاں خاک میں سمائی ہے

مرے خدا نے کیا تھا مجھے اسیرِ بہشت
مرے گنہ نے رہائی مجھے دلائی ہے

چمک رہے ہیں شبستانِ شاہ کے گنبد
سیاہ وقت نے تقریبِ شب منائی ہے

اتر سکو تو نشیبِ حیات میں اُترو
فرازِ دار پہ جانا تو خود نمائی ہے

بہت عجیب سی ہے رہبروں کی گمراہی
عجیب تر مگر اندازِ رہنمائی ہے

امیرِ دوست کے ٹھنڈے مصافحے سے کھلا
کہ اس کا گھر ہی نہیں جسم بھی طلائی ہے

ہے شیخِ شہر کو عمامہ و قبا کا جنوں
اگرچہ زہد کی پہچان بے ریائی ہے

پٹے پٹے سے ہیں کیوں ہونٹ میرے کھلونوں کے
اگر خدا کے تصرف میں سب خدائی ہے

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اسے قبول نہ کر پائیں گے مرے نقّاد
بہت عجب مرا طرزِ غزل سرائی ہے

ندیمؔ لالۂ صحرا ثبوت ہے اس کا
کہ آسماں نے زمیں سے شکست کھائی ہے

مئی ۱۹۷۷ء

ماضی و حال

وہ دن بھی عجب بہار دن تھے
جب تیرے جمال کی مہک سے
سرشار شبیں، خمار دن تھے

یہ دن بھی عجب غبار دن ہیں
جب تیرے خیال کے جلو میں
دیوار شبیں، حصار دن ہیں

مئی ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

جانے کس کی قسمت میں تکمیلیں ہیں
اتنے سائے ہیں، جتنی قندیلیں ہیں

ظلم و ستم کی جتنی بھی تاویلیں ہیں
بودی منطق ہے اور پوچ دلیلیں ہیں

ہم سب اپنا آپ چھپاتے پھرتے ہیں
ہم انساں، فرشتوں کی تمثیلیں ہیں

کتنی سکڑ گئی ہے جد و جہدِ حیات
یا احکام ہیں، یا اُن کی تاویلیں ہیں

حل نہ ہُوا مغرب کا یہ سفاک تضاد
پاؤں تلے لاشیں، سر پر انجیلیں ہیں

مئی ۱۹۷۷ء

برگ و شجر

پتے کو ہوا نے ورغلایا
اور اس نے شجر کا چھوڑ کر ساتھ
کچھ اور بلند ہونا چاہا
جھونکوں نے جب اس کو گدگدایا
تالی سی بجا کے اُڑ گیا وہ
جب نقطۂ اوج چھو کے پلٹا
چکراتا ہُوا زمیں پہ آیا
اب ڈھونڈ رہا ہے خار و خس میں
اپنے بچھڑے شجر کا سایا

مئی ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

اہلِ محفل کا تماشا دیکھوں
جس کو دیکھوں اسے تنہا دیکھوں

ہر گزرتے ہوئے پل کے پیچھے
ایک فردا پسِ فردا دیکھوں

جب بھی دیکھوں کوئی لٹتا ہوا شہر
وقت کا نقشِ کفِ پا دیکھوں

قعرِ دریا میں سفینہ ڈھونڈوں
کفِ دریا سرِ دریا دیکھوں

جب بھی سوچوں کہ حقیقت کیا ہے
رقص میں ایک بگولا دیکھوں

وہ تو انساں کی صدا بھی نہ سنیں
اور میں پتھر کو بھی گویا دیکھوں

وہ فقط ہیبتِ صحرا دیکھیں
اور میں لالۂ صحرا دیکھوں

کیا بتاؤں کہ میں کیا کیا دیکھوں
تجھ میں تجسیمِ تمنا دیکھوں

تیری بیگانہ روی کی سوگند
میں تجھے آج بھی اپنا دیکھوں

جب ترا لمحۂ رخصت یاد آئے
ٹوٹتا ایک ستارا دیکھوں

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

عقل و عشق

اے اہلِ عشق! عقل سے اس درجہ بیر کیوں
جب عشق کا بھی رازِ توانائی عقل ہے
تم ماورا کی دھند میں سرشارِ جستجو
اسرارِ کائنات کی شیدائی عقل ہے
ہے منتہائے عشق تو سچائی سربسر
سچائی کے وجود کی زیبائی عقل ہے
تعمیرِ شخصیت کے لیے دونوں کیمیا
تنہائی عشق، انجمن آرائی عقل ہے
تخلیقِ عرش و فرش کی بنیاد عشق تھی
اجزائے ریزہ ریزہ کی یکجائی عقل ہے

مئی ۱۹۷۷ء

عمر بھر کے سفرِ ظلمت میں
روشنی کا وہی نقطہ دیکھوں

دُور سے میں تری پلکیں گن لوں
پاس جاؤں تو ہیولیٰ دیکھوں

اب تو اس ابر سے بوندیں برسیں
کب تک اُڑتا ہُوا سایہ دیکھوں

ساری دنیا کے حسینوں میں ندیمؔ
میں تو بس ایک ہی چہرہ دیکھوں

مئی ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہم اُٹھ کے کس کی انجمن سے
بیٹھے ہیں وطن میں بے وطن سے

اب عام کرو جمال اپنا
سورج کا وجود ہے کرن سے

تم لاکھ چھپاؤ فصلِ گل کو
مہکار اُڑ پڑے چمن سے

ممکن ہی نہیں، بدن نہ بولے
آواز رُکے نہ پیرہن سے

انعام سمجھ کے زخم کھائے
سیکھا یہی زندگی کے فن سے

تربت سے گلاب بن کے پھوٹا
جو حسن نہ چھپ سکا کفن سے

مئی ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مرا طرزِ مسلمانی

میں قرآں پڑھ چکا تو اپنی صورت ہی نہ پہچانی
مرے ایمان کی ضد ہے مرا طرزِ مسلمانی

ہے صدیوں سے بسیرا مسندِ اضداد پر میرا
مرے اعمال جامد ہیں، مرے اقوال طوفانی

ارادے منفعل ہیں، آرزوئیں مضمحل میری
عدوئے ارتقا ہے میرے روز و شب کی یکسانی

عجب کیا ہے، مجھے میرے مقاصد ہی سے اکتا دے
مرا ذوقِ خود آرائی، مرا شوقِ تن آسانی

خدا اس پر بھی، جانے کیوں، افق پر مسکراتا ہے
قبائے شب سے جب چھنتی ہے صبحوں کی زرافشانی

مئی ۱۹۷۷ء

برفانی چوٹی پر

برف کے مینار پر بیٹھے ہوئے ہیں رہنما
اور بنیادوں میں جاری ہے پگھلنے کا عمل
اس بلندی پر بھی ہیں سورج سے کتنے بے نیاز
ڈالتا ہے برف کے پیکر میں جو سوزِ حمل
ان بزرگوں کو یہ منظر کیوں نظر آتا نہیں
ایک سیلِ آب میں محصور ہیں دشت و جبل
کھا گئی جب دھوپ، بنیادوں کی برفانی سلیں
کون ان کو تھامنے آئے گا، بجز دستِ اجل

مئی ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ راہبر

یہ رہبر ہیں کسی کو باخبر ہونے نہیں دیں گے
گزر جائے گی شب لیکن سحر ہونے نہیں دیں گے
مجھے محبوس رکھیں گے وہ وعدوں کی فصیلوں میں
کسی دیوار میں تعمیر در ہونے نہیں دیں گے
مجھے مامور رکھیں گے وہ بارش کی دعاؤں پر
مگر بوندوں سے میرا حلق تر ہونے نہیں دیں گے
مجھے محصور رکھیں گے عجب برزخ کے عالم میں
سفر کرنے نہیں دیں گے، بسر ہونے نہیں دیں گے

وہ مجھ سے کام لیں گے دشت کو گلشن بنانے کا
مگر اک گل بھی میرے زیبِ سر ہونے نہیں دیں گے
اگر سورج نے آدھے آسماں کی راہ طے کر لی
تو جب بھی میرے گھر میں دوپہر ہونے نہیں دیں گے
اگر کچھ اور آگے بڑھ گیا ادراکِ انسانی
تو سائے کو بھی میرا ہمسفر ہونے نہیں دیں گے
مبادا اس کے ہاتھوں ہی سے مل جائے شفا مجھ کو
مرے قاتل کو بھی وہ چارہ گر ہونے نہیں دیں گے
مجھے تکفیر کی آلودگی سے لاد ڈالیں گے
وہ میری اک دعا بھی کارگر ہونے نہیں دیں گے
زمیں کی قوتِ روئیدگی برحق سہی، لیکن
کسی بھی شاخ کو وہ بارور ہونے نہیں دیں گے
نکالیں گے قفس سے طائروں کو، زیرِ مجبوری
مگر جسموں میں پیدا بال و پر ہونے نہیں دیں گے

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سنیں گے خوب یہ خوش نغمے، مگر جب جی نہ چاہے گا
ہوا کو بھی چمن میں نغمہ گر ہونے نہیں دیں گے

نظر رکھیں گے وہ اہلِ وطن پر اس مہارت سے
کوئی بھی مسئلہ زیرِ نظر ہونے نہیں دیں گے

یہ مانا آج ہر انساں کی قوت ہے شعور اس کا
مگر اس رسم کو عام اس قدر ہوتے نہیں دیں گے

ندیمؔ اپنے ہنر سے دست کش ہونا ہی بہتر ہے
کہ یہ پتھر مجھے آئینہ گر ہونے نہیں دیں گے

مئی ۷۷ء

○

(نذرِ اقبال)

سورج کو نکلنا ہے، سو نکلے گا دوبارا
اب دیکھیے کب ڈوبتا ہے صبح کا تارا

جب ایشیا جاگے گا تو پھر نہیں دے گا
اس دھوپ کی نگری پہ اندھیروں کا اجارا

مغرب میں جو ڈوبے اسے مشرق ہی نکالے
میں خوب سمجھتا ہوں مشیت کا اشارا

پڑھتا ہوں جب اس کو تو ثنا کرتا ہوں رب کی
انسان کا چہرہ ہے کہ قرآن کا پارا

جس ہاتھ نے تنہائی میں آنسو مرے پونچھے
پھولوں پہ اسی ہاتھ نے شبنم کو اتارا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جی ہار کے تم پار نہ کر پاؤ ندی ہیں
ویسے تو سمندر کا بھی ہوتا ہے کنارا

اس وقت ضرورت ہے دوا کی نہ دعا کی
صرف اہلِ وطن اپنے وطن کا ہیں سہارا

جنت ملی جھوٹوں کو اگر جھوٹ کے بدلے
سچوں کو سزا میں ہے جہنم بھی گوارا

یہ کون سا انصاف ہے اے عرش نشینو!
بجلی جو تمھاری ہے تو خرمن ہے ہمارا

مستقبلِ انساں نے اعلان کیا ہے
آئندہ سے بے تاج رہے گا سرِ دارا

جون ۱۹۷۷ء

○

موت برحق ہے، اگر موت کا چرچا نہ کریں
آپ انساں کی تقدیر کو رسوا نہ کریں

ہم نے جنت کے عوض خلوتِ دنیا پائی
آسمانوں سے فرشتے ہمیں جھانکا نہ کریں

کر دیا حسنِ حقیقت نے کچھ ایسا مبہوت
لوگ اب حسنِ تصور کا تقاضا نہ کریں

حالِ ماضی نے ہمیں غم کے سوا کچھ نہ دیا
اور کیا کام کریں، گر غمِ فردا نہ کریں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رہنماؤں سے بس اتنا ہی ہمیں کہنا ہے
کہ وہ الفاظ کے ناموس کو بیچا نہ کریں

ہم نے کس صبر سے ہر جبر سہا ہے، لیکن
اب جو ہم چیخ اُٹھیں، آپ بھی غصہ نہ کریں

ایک جنوں کے بس اک بل سے بکھر جائیں ہم
اور طوفان بھی آجائیں تو ٹوٹا نہ کریں

اُڑ نہ جائے کہیں یادوں کی نمی دھوپ کے ساتھ
آپ شبنم کی طرح ذہن پہ اترا نہ کریں

آبلے پھوٹتے ہی پھول کھل اُٹھتے ہیں ندیم
ہم تو بے حرمتیِ دامنِ صحرا نہ کریں

جون ۱۹۷۷ء

تعارف

ابھی جو ایک ہیولیٰ یہاں سے گزرا تھا
وہ کتنے سال سے
ہر روز
عین اس لمحے
یہیں سے — ٹھیک اسی موڑ سے گزرتا ہے!
میں کل برائے تعارف جب اس کی سمت گیا
تو وہ یہ کہتا ہُوا میرے پاس سے گزرا:
ہے وقت نام مرا
اور گزرنا کام مرا!

جولائی ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سنہ ۱۹۷۷ء

اُدھر سورج اُبھرتا ہے
اِدھر شاموں کے سناٹے
شفق میں بھیگ کر
نور و نوا کے منتظر ذہنوں کے صحنوں میں اُترتے ہیں

اُدھر مشرق سے سیلابِ تجلّی جب اُفق کے ساحلوں کو پھاند جاتا ہے
اِدھر مغرب سے تاریکی کے فوارے اُبل کر
روشنی کی سب لَووں کو چاٹ لیتے ہیں

اُدھر موسم بدلتا ہے
اِدھر گُل تو نہیں کھِلتے مگر پتھر، جو یخ تھے تپنے لگتے ہیں

اُدھر پتّوں پہ شبنم آئنے بن کر اُترتی ہے
اِدھر ٹوٹے ہُوئے ذرّے کا جوہر
اپنے دانتوں میں لیے شہ رگ زمیں کی
دندناتا پھر رہا ہے
جیسے اب جو کچھ بھی ہوگا، صرف اس کے حکم سے ہوگا!

اُدھر کے اور اِدھر کے پاٹ میں انسان دب کر رہ گیا ہے
اور چکّی چلنے والی ہے!

جولائی ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ثبوتِ حق

(منصورہ بیٹی کی نذر)

بہت حسیں تھی!
مجھے خدا کی قسم، وہ لڑکی بہت حسیں تھی!
وہ اپنے باطن کے حسن سے اس قدر منوّر تھی
اتنی روشن تھی
اور پھر اتنی باخبر تھی
کہ اپنے ذہن و ضمیر کے اس جمال کو
اپنے سیدھے سادے سے، بھولے بھالے سے، قدسیوں کے
سے خال و خد میں چھپائے رکھتی تھی

لیکن اس کی جمیل سوچوں سے جب شعاعیں سی پھوٹتی تھیں
تو اس کی آنکھوں میں تارے سے جھلملانے لگتے تھے
اور سارے نقوش یوں جگمگانے لگتے تھے
جیسے سورج کے نورِ باطن سے
کائناتِ حیات زرپوش ہو رہی ہو!

خدا، جو تخلیقِ حسن کی انتہا پہ قادر ہے
وہ جو اِس انتہا پہ قادر ہے
وہ جو باطن کا عکس ظاہر پہ ڈالتا ہے تو معجزوں کی نمود
ہوتی ہے!

حسن کا رِازل بھی ہے
اور حسن کارِ ابد بھی ہے
حسن — اس کی جملہ صفات کا ایک ایسا عنوان ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جس کے ایک ایک حرف سے
وہ حسین —
وہ بے حساب حد تک حسین
وہ حسنِ جذبہ و آرزو کا اک شاہکار زندگی
ثبوتِ حق بن کے جھانکتی تھی!

جولائی ۱۹۷۷ء

○

دل و جاں بیچ کے، احسان اٹھائے اس کے
خود کو ناپید کیا، نقش ابھارے اس کے

اک شبِ قرب ہوئی یوں مری راتوں پہ محیط
جگمگاتے ہیں مری آنکھوں میں ستارے اس کے

فصلِ گل آتے ہی ہیں عازمِ صحرا ہوں اگر
مجھ سا وحشی ہی سمجھتا ہے اشارے اس کے

کس قدر مادرِ گیتی ہے کشادہ آغوش
جتنے انساں ہیں سب راج دلارے اس کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وہ تو یکتا ہے، مگر عالمِ تنہائی میں
میں نے گھبرا کے کئی نام پکارے اس کے

میں تو اس عزم سے طے کرتا رہا دشتِ حیات
اک نیا شہر بساؤں گا کنارے اس کے

موت بھی آئے گی اب اس کے حوالے سے ندیمؔ
کہ میں زندہ بھی رہا ہوں تو سہارے اس کے

جولائی ۱۹۷۷ء

معکوس

سر برآوردہ لوگوں کی محفل میں
اک شخص نے
(اپنے جیسے سے جو نیم دیوانہ لگتا تھا
لیکن جو فن کار تھا)
اک عجب بات کہہ دی!

وہ بولا:
"زمیں، آسماں ہے کئی آسمانوں کا
اور آسماں درحقیقت زمینیں ہیں
جو آسماں لگ رہی ہیں زمیں سے!"

یکایک سبھی سر برآوردہ اصحاب یوں ڈر کے اُٹھے
کہ جیسے وہ فن کار (جو نیم دیوانہ لگتا تھا)
ان کے سروں پر کھڑا ہو گیا تھا!

جولائی ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نامکمّل

کوئی بھی رات نہ کہلا سکے مکمل رات
ہر ایک رات ستاروں سے چھلنی چھلنی ہے
اگر گھٹا اسے تکمیل کی طرف لے جائے
تو خود گھٹا کی عبا میں چھپے ہوئے کوندے
ٹپک ٹپک کے اسے تار تار کرتے ہیں
دریدہ دامنی تیرگی ہے شب کا نصیب
اسی لیے تو فقط روشنی ہے سب کا نصیب

جولائی ۱۹۷۷ء

ایک بیل سے

کھال بہت موٹی ہے تمھاری!
سن سن کرتے کوڑے کھاؤ
کان ہلاتے جاؤ!
درد اگر ہڈی میں اُترے
سینگ نہ کام میں لاؤ!
دُم کو کس کس کر خود اپنی پیٹھ پہ مارو
اور نئے کوڑے کی موسیقی سننے کو
سر نیہوڑاؤ!
کُھر سے مٹی کھود کھود کر تال ملاؤ!
اور جب ساری کھال اُتر جائے
صرف ذرا سا ڈکراؤ
پھر چپکے سے مر جاؤ!

اگست ۱۹۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

جو حقیقت میں سخن ور ہوگا
وہی اندر سے منوّر ہوگا

جس نے موجوں سے بغاوت کی ہے
اس صدف میں کوئی گوہر ہوگا

مبتلا کرب میں ہیں ارض و سما
نئی تخلیق کا پیکر ہوگا

میں نے جب بوند کے در کھول دیے
سامنے ایک سمندر ہوگا

چارہ گر دل پہ رکھے ہاتھ آیا
آستیں میں کوئی خنجر ہوگا

بحث کرنے کا جب آئے گا مزا
سامنے داورِ محشر ہوگا

چھوٹے دشمن پہ ترس آتا ہے
اصل دشمن مرا ہمسر ہوگا

مدتوں بعد یہ دستک کیسی!
ہو نہ ہو، کوئی گداگر ہوگا

میں بٹا جاتا ہوں بوٹی بوٹی
یہ تماشا یونہی دن بھر ہوگا

امن کا عہد تب آئے گا ندیمؔ
جب نہ دارا نہ سکندر ہوگا

اگست ۱۹۷۷ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جی چاہتا ہے کہ مسکراؤں

جی چاہتا ہے کہ مسکراؤں
لیکن وہ لہو کہاں چھپاؤں
جو میرے بھنچے ہوئے لبوں میں
رستے کے لیے رکا ہوا ہے

ان پر کہ جو میرے راہبر تھے
اور جن کا کمالِ رہنمائی
جلتے ہوئے گھر، لٹے نگر تھے

ان پر کہ جو شیر بن کے گرجے
غرائے، دہاڑے، دندنائے
اور کھال میں عمل کی جھول آئے

ان پر جو دیے جلانے آئے
لیکن جو فریبِ نور دے کر
ظلمات کا رس نچوڑ لائے

ان پر کہ جو عشق کے بہانے
شہروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے
اک دشتِ کو ہسار لانے

ان پر کہ جو حفظِ فن کی دھن میں
فن کو زنجیر کرنے نکلے
خوشبو کو اسیر کرنے نکلے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ان پہ کہ جو دیکھتے تھے سب کچھ
پر چیخ بھی سہہ نہ کر سکے وہ
جی بھی نہ سکے، نہ مر سکے وہ

جی چاہتا ہے کہ مسکراؤں
لیکن وہ لہو کہاں چھپاؤں
جو میرے بھینچے ہوئے لبوں میں
رسنے کے لیے رُکا ہوا ہے

اگست ۱۹۷۷ء

○

سلسلے بند بھی کر، ہول بھری راتوں کے
گنگ ہونے لگے الفاظ مناجاتوں کے

کوئی پل اس کی جدائی کا، تہی دست نہ تھا
میں تو انبار لیے پھرتا ہوں سوغاتوں کے

چھت ٹپکتی ہے تو لگ جاتی ہے یادوں کی قطار
کتنے احسان ہیں دو گز مہیں برساتوں کے

نہ ملے زہر تو اپنا ہی لہو پیتے ہیں
جامِ خالی نہیں رہتے کبھی سقراطوں کے

سفرِ عشق میں گر دشت سلگتے ہیں تمام
اہلِ دل کے لیے یہ فرش ہیں باناتوں کے

اگست ۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک فرد ــــ ایک تاریخ

وہی ہُوا، جو سدا اہلِ دل کے ساتھ ہُوا
کہ بن گیا ہدفِ طعن، اس کا چاکِ قبا

وہ کچھ بھی تھا، مگر آسائشِ دل و جاں تھا
صدا کی شاخ پہ جب اس کا حرف پھول کھلا
وہ دشت بھی، کہ جو بنجر تھے کتنی صدیوں سے
نمو کی آنچ جو پہنچی تو سبزہ زار ہُوئے
وہ کوہسار جو بیخ بستگی کے حبس میں تھے
جب اس کے لمس سے چٹخے تو گلعذار ہُوئے

وہ کچھ بھی تھا مگر اس وقت اک وہی تو تھا
کہ جس نے بڑھ کے مقفل دہن کو کھولا تھا

مرا جوان وطن، میرا بے زبان وطن
رکھا گیا تھا جسے گنگ عہدِ طفلی سے
پھٹے پھٹے ہُوئے زخمی لبوں سے بولا تھا
یہ اس کے حرف کا اعجاز تھا کہ اس کے طفیل
وہ لوگ جو کئی نسلوں سے خاک بر سر تھے
اُٹھے تو سینۂ گیتی میں اک دھمک سی اُٹھی
بہت لطیف اجالے سے شب چمک سی اُٹھی
زمیں کے بوجھ، زمیں کے سنگار بن کے چلے
خزاں سے زرد، دبی ہُوئی وسعتوں میں پھیل گئے
خرامِ ابر، ہوائے بہار بن کے چلے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وہ کچھ بھی تھا مگر اُس دورِ نو کا بانی تھا
کہ جس میں سنگِ سرِ راہ، باوقار ہُوا
وہ ایک فرد جو اُمڈا تو ایک فرد نہ تھا
وہ ایک شخص جو برسا تو بے شمار ہُوا
فرازِ عصر سے جھرنا سا ایک پھوٹا تھا
جو بے حسی کے خم و پیچ سے گزرتا ہُوا
دل و دماغ میں اُترا تو بے کنار ہُوا

ستمبر ۱۹۷۷ء

○

(نذرِ اقبال)

اللہ! قیامت اگر آئی ہے تو ٹل جائے
پھولی ہے جو برسوں میں وہ اک شاخ تو پھل جائے

مرجھائے کوئی گل نہ ستارہ کوئی ٹوٹے
انساں سنبھل جائے تو کیا کچھ نہ سنبھل جائے

کیوں عشق کی اس آنچ سے دل موم نہ ہو پائیں
پتھر کو بھی جس آنچ پہ رکھو تو پگھل جائے

دشوار ہے انکار کو انکار سمجھنا
انکار سے چہرے کا اگر رنگ بدل جائے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

غنچوں کو تو درکار ہے آمدِ سحر کا
شبنم کو یہ ڈر ہے کہ کہیں رات نہ ڈھل جائے

ہر موڑ پہ بیٹھا ہے یہ خونخوار درندہ
جو لمحہ گزر جائے اسے وقت نگل جائے

پچکے سے ہوا میرے خرابے میں جب آئے
گو ضبط کرے لاکھ مگر چیخ نکل جائے

انساں ہے اک جسم کی اک جاں کی شراکت
اور تن جھلس جائے تو وجدان بھی جل جائے

شاعر کو یہ ضد، چاند سے کم کچھ نہیں لے گا
بچوں پہ گر اس کو دیکھے تو بہل جائے

ستمبر ۷۷ء

بامعنی

کبھی جب میں زمیں کی رفعتوں سے
آسماں کی پستیوں میں جا اُترتا ہوں
تو دن اور رات کی تقسیم
ماہ و سال کی تقویم
اور اسرار کی تفہیم
یوں ایک ایک کر کے میرے کیسۂ حکمت سے گرتی ہیں
شجر سے جیسے پتے ٹوٹنے لگتے ہیں پت جھڑ میں!

اگر میں آسماں پر وہ نہیں ہوں، جو زمیں پر ہوں
تو میں جو کچھ بھی ہوں، اپنی زمیں سے ہوں
اگر انساں ہوں تو اپنی مٹی کے یقیں سے ہوں!

ستمبر ۷۷ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

مجرم جو صدا کا تھا، وہ زنجیر بپا ہے
اور خانۂ زنجیر کا سرمایہ صدا ہے[1]

بستی سے گزرنا اسے دشوار ہُوا ہے
ہر شخص فقط ایک طرف دیکھ رہا ہے

دیکھا ہے جب آئینۂ فن میں، تو کھُلا ہے
ہر حسن کو انسان نے تخلیق کیا ہے

ساحل کی چٹانوں کے اگر سبز ہیں چہرے
پتھر میں بھی اک سلسلۂ نشو و نما ہے

[1] مقابلہ: خانۂ زنجیر جز صدا معلوم — غالب

گھبرایا ہوں جب بھی میں گرانباریِ شب سے
مشرق سے تجلّی کا دریچہ سا کھُلا ہے

نکلا ہوں میں جب جھانک کے آئینہ جاں میں
جس شخص کو دیکھا، مجھے اپنا سا لگا ہے

انسان کو انسان سمجھنا بھی تو سیکھو
اچھا ہے سو اچھا ہے، بُرا ہے سو بُرا ہے

مفہوم میں کچھ فرق ہے، الفاظ وہی ہیں
دیوار پہ لکھا ہُوا میں نے بھی پڑھا ہے

یہ عین بیاباں میں شجر میری انا کا
باہر سے اگر خشک ہے، اندر سے ہرا ہے

گر جبر کرے کوئی تو میں جبر سہوں کیوں
جو اس کا خدا ہے، وہی میرا بھی خدا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

زندہ ہوں کہ شاید اُسے احساسِ وفا ہو
صد شکر کہ مثبت مرا آئینِ رضا ہے

اِک عمر سے میں تیرے تعاقب میں رواں ہوں
اے وقت! ترے کیسۂ تقدیر میں کیا ہے

ستمبر، ۱۹۷ء

○

(نذیر اقبال)

کبھی جو حدِ نظر تک پروں کو پھیلا دوں
میں اپنے آپ میں تحلیل ہونے لگتا ہوں
الٰہی، جب بھی مروں میں تو اس ادا سے مروں
کرن کی طرح، گلوں میں نفوذ کر جاؤں
تو آدمی کا ہے معبود، اور عظیم و جلیل
میں قدسیوں کا ہوں مسجود، اور خوار و ذلیل
وہ درد مجھ کو ملا، جس سے اجنبی ہیں سبھی
کہوں تو کس سے کہوں اور سہوں تو کیسے سہوں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تمام حشر ہوں، لیکن سکوں ہے چہرے پر
میں جب بھی آئنہ دیکھوں، بہت عجیب لگوں

میں وہ ہوا ہوں، گھٹا جس کی ہمسفر نہ ہوئی
سو اب میں آگ کی مانند جنگلوں میں چلوں

شعاعیں چھیننے چلا تھا میں آشیاں کے لیے
فلک کے گنبدِ بے در میں پھڑپھڑاتا پھروں

خدا نہیں تو کوئی آدمی کہیں مل جائے
میں کیا کروں اگر اتنی بھی آرزو نہ کروں

طنابِ خیمۂ گردوں ہوں، سُن لے فرشتۂ موت!
میں آسمان کی خاطر زمیں میں اتر دوں

ندیم جبر ہے یا اختیار ہے میرا
کہ جس کو مرتا ہُوا پاؤں اس کو مرنے دوں

میں روشنی کے تسلسل کو ٹوٹنے ہی نہ دوں
میں شمع بن کے بجھوں، آفتاب بن کے جلوں

شمیمِ گل ہوں تو کوندے کی طرح کیوں لپکوں
میں سہج سہج فضا میں حلول کرتا رہوں

مری فنا میں بقا کے ہزار تیور ہیں
میں خون ہو کے دلِ کائنات میں دھڑکوں

چراغِ آخرِ شب ہوں، مگر تمنا ہے
مسافروں کو اُفق پر دکھائی دوں تو بجھوں

میں آدمی ہوں عجب طرح کا ستارہ مزاج
کہ بار بار سرِ اوجِ آسماں ٹوٹوں

مری اکائی کو جب بھی غنیم للکارے
میں برق بن کے گروں، میں بگولا بن کے اٹھوں

مرے وجود کا مفہوم اجتماع میں ہے
خدا کرے کہ میں انسان سے خدا نہ بنوں

وہی جو دن کو سُنی ان سنی کیے جائے
تمام رات میں سرگوشیاں اُسی کی سُنوں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہوا مجھے بھی لگی ہے نئے زمانے کی
کہ میں بھی اپنے گریباں کے چاک خود سی لوں
خدا ملا تو ہُوئی جستجو تمام ندیم
سو طے کیا کہ اب اپنی تلاش میں نکلوں

نومبر ۱۹۷۷ء

تغیّر

ہمارے یہ روز و شب عجب ہیں
کہ روزِ روشن پہ تیرگی کا گماں ہوتا ہے
و ہ شبِ تیرہ کے کناروں سے
جانے کتنے ہزار خورشید جھانکتے ہیں!
طلوع کے سارے منظروں پہ
غروب کے سائے چھا رہے ہیں؛
غروب کی سب شکستگی
اِک طلوع کے انتظار میں سانس روکے بیٹھی ہے!

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ساری تقویم کو تغیّر کا سامنا ہے
تمام اقدار
سب روایات
اپنے سانچوں کو توڑ دینے کے ایک آشوبِ مستقل میں اسیر ہیں
اور جتنے انسان زندہ ہیں — وہ بھی خود کھڑے ہیں
جو مر چکے ہیں
وہ ریگ زارِ عدم کے ٹیلوں پہ گر گئے ہیں
وہ منتظر ہیں
کہ پتھروں سے گلاب پھوٹیں
ہواؤں میں روشنی بہے
بارشوں میں موتی گریں
خزاں خوشبوئیں لٹائے!
وہ منتظر ہیں
کہ آسمانوں کے در کھلیں

اَن گنت فرشتے امڈ پڑیں
اور زمیں پر سجدہ ریز ہوتے ہی
آسمانوں کو لوٹ جانا ہی بھول جائیں!

تمام موسم بدل رہے ہیں
تمام معیار مٹ رہے ہیں
تمام افکار منقلب ہیں
جو سر بر آوردہ تھے
وہ سر در گریباں بیٹھے ہیں
اور وہ جو کہ خاک بر سر تھے
اس قدر سربلند ہیں
جیسے اپنے قد سے
زمین اور آسماں کے مابین کی مسافت کو ناپتے ہیں!
وہ آہنی در

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جو نصب تھا فرش و عرش کے درمیان
آخر پگھل رہا ہے!
تقدس اور احترام کے مرکزوں سے پہرہ ہٹا ہُوا ہے
خدا سے انساں کا ربط
سجدے سے آگے بڑھ کر
معاشقے میں بدل رہا ہے!

دسمبر ۱۹۷۷ء

○

سجتی ہے چاندنی کو روایت حجاب کی
یہ روشنی ہے ڈوبتے ہُوئے آفتاب کی

خوشبو اسیرِ رنگ، تغزّل اسیرِ حرف
ہر پیکرِ جمال کو لت ہے نقاب کی

سمجھا ہے کون وقت کی رفتار کا مزاج
لمحوں میں کٹ گئیں کئی صدیاں شباب کی

اعجازِ خاک سے ہیں وہ کس درجہ بے خبر
پتھر سے ڈھالتے ہیں جو کلیاں گلاب کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

خالی پڑی رہیں گی جہنم کی وسعتیں
یاد آسکے گی نہ حسنِ کرم کو حساب کی

اللہ! تو نے موت کو بھی ساتھ کر دیا!
میں نے تو زندگی ہی فقط انتخاب کی

پوچھا تھا اک سوال ازل میں ندیم نے
اب تک اسے طلب ہے خدا سے جواب کی

دسمبر ۱۹۷۷ء

○

خلق تکمیل کی ہے دیوانی
میرا سرمایہ میری حیرانی

علم نے کربِ اضطراب دیا
کس قدر پُرسکوں تھی نادانی

حوصلے آسماں کو چھونے کے
اور میں اپنا آپ زندانی

چاند سے بڑھ کے لطف دے شاید
چاند پر سے زمیں کی تابانی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پیڑ کو توڑ کر بہت خوش ہیں
اتھلی اتھلی ہوائیں طوفانی

تیز بارش نے چھت پہ دستک دی
جب مرے گھر میں بھر گیا پانی

خود پشیماں کے کام آتی ہے
بعد از وقت کی پشیمانی

اس کڑی دھوپ میں بھی جاری ہے
چند یادوں کی شبنم افشانی

جنوری ۱۹۷۸ء

رشتے

نہیں! — کوئی رشتہ بھی اس دہر کا — بے نہایت نہیں
اِک خدا ہے
جو بے ابتدا اور لاانتہا ہے
کسی سے مگر اُس کا بھی کوئی محسوس رشتہ نہیں ہے
یہ محسوس رشتے تو جسموں کی حدّت سے تخلیق پاتے ہیں
اور وہ جو بے جسم ہے
اس سے رشتہ کوئی کیا نکالے!

ورائے بدن ایک رشتہ وہ ہے
جس میں روحوں کی آپس میں تحلیل ہوتی ہے!

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

واپنے خدا سے یہ رشتہ تو امکان میں ہے
مگر اس کی روحِ بسیط اک سمندر سے ہے!
قطرہ اگر اس میں مل جائے
اپنی انا کھو کے نابود ہو جائے
اور یہ حقیقت تو اہلِ خدا کو بھی معلوم ہو گی
کہ نابود ہونا نہایت ہے
(نابود ہونا نہایت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟)

وہی برف --- جو سردیوں میں پہاڑوں کے سینے سے لگ کر
پڑی سو رہی تھی
کڑی دھوپ سے رشتہ پیدا ہُوا تو پگھل کر پہاڑوں سے اُتری!
وہ دریاؤں میں دندناتی ہُوئی
اک نئے رشتے کی سرخوشی میں گنگتی ہوئی، گنگناتی ہُوئی
بحر سے جا ملی!

اور پہاڑوں نے دیکھا
کہ اُن پر فقط برف کی دھجیاں رہ گئیں
اور محبت کا رشتہ نہایت کو پہنچا
کہ اس دہر کا کوئی رشتہ بھی ہو، بے نہایت نہیں

جب کہ روزِ ازل سے یہی کچھ ہوا ہے
تو ممکن ہے، اب کے بھی ایسا ہی ہو
دھوپ اپنی محبت کے رشتے کا پیچھا کرے
بحر سے برف کی سب نمی چوس لے
جگمگاتے ہُوئے شہپروں پہ اٹھا کر اسے
جب پہاڑوں کے نگروں سے گزرے
تو برف اس کی مٹی سے گاؤں کی صورت نکلنے لگے
اور پہاڑوں کی قسمت بدلنے لگے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اک نہایت سے ایک اور رشتہ چلے
دھوپ سے ٹوٹ کر، برف کا جیسے پانی سے رشتہ چلا!

برف پانی میں زندہ ہے
اور دھوپ میں زندہ رہتا ہے پانی
یہ سب اپنی اپنی اکائی سے بے باوصف، اک دوسرے کی اکائی میں
زندہ ہیں

میں تجھ میں زندہ ہوں
تو مجھ میں زندہ ہے
یوں اک نہایت سے اک بے نہایت کی جانب سمٹتے ہوئے،
پھیل جاتے ہوئے دائروں کی الگ بات ہے
ورنہ اس دہر کا کوئی رشتہ بھی ہو بے نہایت نہیں

مارچ ۱۹۷۸ء

○

میں آپ اپنا جواب اور آپ اپنی نظیر
خود اپنے شہر میں تنہا، خود اپنے گھر میں فقیر

گماں جلوس کا ہوتا ہے جب بھی چلتا ہے
مرے جلو میں، مری حسرتوں کا جمِ غفیر

بکھر گیا ہوں کچھ اس طرح سطحِ عالم پر
کہ میری خاک ہی ہوتی ہے میری دامن گیر

تمام صحنِ چمن آگ کی لپیٹ میں ہے
کہ رنگِ گل بھی ہوا اس صدی میں آتش گیر

میں پھیل جاؤں گا چاروں طرف خلا کی طرح
ابھی وجود ہے میرا فصیلِ جاں میں اسیر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کسی سے زیر نہ ہو پائے فکر و فن کے دیار
کہ ملک فتح ہوئے، پر ہوئے نہ دل تسخیر

میں لٹ تو جاؤں کہ لٹنا ہے مقدر رہونا
مگر یہ میرا اثاثہ! مگر یہ میرا ضمیر!

تمام زاویۂ ذہن کے کرشمے ہیں
کہ رُخ بدل کے جو دیکھا، بدل گئی تقدیر

کبھی تو پھول کھلیں گے ضمیرِ آدم میں
اگر یہ سچ ہے کہ مٹی ہے آدمی کا خمیر

فسادِ خلق کے ڈر سے ندیمؔ اپنی غزل
نہ پڑھ سکا تو وہ دیوار پر ہوئی تحریر

مارچ ۱۹۷۸ء

ایک انسان ملا
(منصور چشتی کی نذر)

سیرِ شہراہِ حیات — اک عجب انسان ملا

اس کے ظاہر میں جو رعنائیاں تھیں
اس کے ذہن اور ضمیر اور محبت کی توانائیاں تھیں

اس کے باتوں میں جو سچائیاں تھیں
ایک سلجھے ہوئے دوراک کی دانائیاں تھیں

اس کے لہجے میں جو برنائیاں تھیں
ایک جاگے ہوئے وجدان کی انگڑائیاں تھیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس کی آنکھوں میں جو گہرائیاں تھیں
گو سمندر کی سی تا حدِ نظر پھیلی تنہائیاں لگتی تھیں۔ مگر انجمن آرائیاں تھیں
جیسے اس شخص کی یزداں سے شناسائیاں تھیں

ایک انساں ملا یا کوئی عرفان ملا!
جیسے فطرت کی طرف سے مجھے کچھ اور جیے جانے کا
ایک فرمان ملا!
سفرِ زیست کو ایقان سے طے کرتے چلے جانے کا
سر و سامان ملا!
سرِ شاہراہِ حیات ــــ اک عجب انسان ملا!

مارچ ۱۹۷۸ء

○

حسنِ اضداد سے بہلتا ہوں
برف کے منطقوں میں جلتا ہوں

میرے پہرے میں تیرگی کا حوصلہ
چاند ہوں، رات کو نکلتا ہوں

کر لیا میں نے وقت کو پابند
وقت کے ساتھ ساتھ چلتا ہوں

کب مرا ذوقِ جستجو بدلا!
میں فقط راستہ بدلتا ہوں

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کتنے محکم ہیں درد کے رشتے
شمع جلتی ہے، میں پگھلتا ہوں

قبر میں اپنا جسم ہو کے ندیم
تا ابد پھولتا ہوں پھلتا ہوں

اپریل ۱۹۷۸ء

○

نہ شکستہ حرف ہیں اجنبی، نہ فگار لفظ پرائے ہیں
وہی غم ہیں میری متاعِ فن، مرے تجربے میں جو آئے ہیں

گو سفر تو دھوپ نگر کا ہے، یہ طلسم حسنِ نظر کا ہے
کہیں چھاؤں قربِ جمال کی، کہیں فیضِ عشق کے سائے ہیں

تری ایک جنبشِ چشم سے ہوئیں نغمہ نغمہ بصارتیں
کھلیں غنچہ غنچہ سماعتیں، ذرا لب جو تو نے ہلائے ہیں

تو گیا تو بزمِ خیال سے ترے خد و خال کہاں گئے
مرے پھول کس نے جلائے ہیں، مرے چاند کس نے بجھائے ہیں

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ترا انتظار نہیں رہا، ترا اعتبار نہیں رہا!
مرے اعتقاد کی شاخ سے یہ طیور کس نے اُڑائے ہیں

مرے شوق پر یہ گرفت کیوں، اے خدا یہ تنگیِ سرنوشت کیوں
یہ وہ نشہ ہے جسے آدمی ترے آسماں سے لائے ہیں

جو خلا کے جبر میں قید تھا، وہ خلا کے پار نکل گیا
جو گرا تھا بامِ بہشت سے، یہ حصار اسی نے گرائے ہیں

یہ غزل ندیمؔ کی ہے مگر ترا لطف عام ہے کس قدر
کہ اسے یقین ہے سربسر ترے شعر اس نے سنائے ہیں

اپریل ۱۹۷۸ء

○

درد کو جب دلِ شاعر میں زوال آتا ہے
جو بھی شعر آتا ہے، پتھر کی مثال آتا ہے

تیری آنکھوں میں کسی یاد کی لَو چمکی ہے
چاند نکلے تو سمندر پہ جمال آتا ہے

اِک نظر تُو نے جو دیکھا تو صدی بیت گئی
مجھ کو بس اتنا حسابِ مہ و سال آتا ہے

بجلیاں جیسے چمکتے ہی کہیں کھو جائیں
اب کچھ اس طرح خیالِ خد و خال آتا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنے ہی حسن سے ہیں لرزہ براندام طیور
جو بھی آتا ہے اُٹھاتے مجھے جالی آتا ہے

آندھیاں میرے چراغوں کے تعاقب میں چلیں
یوں بھی بے وجہ عناصر کو جلالی آتا ہے

جب بھی تصویرِ بہاراں میں بھریں رنگ ندیم
شاخ سے ٹوٹتے پتّوں کا خیال آتا ہے

۵ اپریل ۱۹۷۸ء

○

فریاد کروں مگر کہاں تک
جب ساتھ نہ دے سکے زباں تک

آنسو تو میں پی رہا ہوں لیکن
ممنوع کرو نہ ہچکیاں تک

گونجا وہ سکوت پو پھٹے کا
مجھ کو نہ سنائی دی اذاں تک

انساں، خدا کی جستجو میں
بھٹکا ہے زمیں سے آسماں تک

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پھیلا دیا اِک دامِ ابہام
پھولوں نے قفس سے آشیاں تک

اک اور فلک، پسِ فلک تھا
پہنچی ہے مری نظر جہاں تک

یہ ضبط نہیں ہے، خودکشی ہے
جب دل سے نہ اُٹھ سکے دھواں تک

زندہ ہیں ہُنر، ہُنروروں کے
قبروں کے تو مٹ گئے نشاں تک

مئی ۱۹۷۸ء

○

(نذرِ غالبؔ)

ہاتھ میں تیشہ ہے یا نسخہ کوئی اکسیر کا
کم نہیں ہوتا کھنڈر میں بھی جنوں تعمیر کا

چند جھنکاریں ہیں جن کی گونج ہے آفاق گیر
اور کیا سرمایہ ہوتا حسرتِ زنجیر کا

دل سے لب تک حرف کا سارا سفر برزخ میں ہے
شوق حق گوئی کا، لیکن خوف ہے تکفیر کا

بھید یہ مجھ پر کھلا اس شہرِ عزت مند میں
بے گناہی بھی ہے اک پہلو مری تقصیر کا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

درحقیقت دل میں گھر کرنا ہے پربت کاٹنا
تم نے افسانہ بنا ڈالا ہے جوئے شیر کا

خواب دیکھا تھا کہ ہم افسوں کی زد میں آ گئے تھے
عمر بھر پھر خواب دیکھا خواب کی تعبیر کا

شب تصور نے تری یادوں کی جب تجسیم کی
ایک جھونکے پر بھی دھوکا سا ہُوا تصویر کا

ہجر سے موسوم کر لی اپنی کوتاہی ندیم
اور بھلا سا نام اس کو دے دیا تقدیر کا

مئی ۱۹۷۸ء

یہ کیا گونج ہے؟

میں اس رات کی بے ازل بے ابد خامشی میں
جو اک گونج سی سُن رہا ہوں
یہ کیا گونج ہے؟
کائناتوں کے کس گوشۂ بے نہایت سے آئی ہے؟
اس کے تسلسل میں صرف ایک ہی لفظ کیوں گونجتا ہے؟
یہ اک لفظ کیا ہے جسے "کُن" کے بعد اتنی عظمت ملی ہے؟
یہ لفظ اپنی تکمیل کی جستجو میں
کئی سورجوں کے مقدر پہ منڈلا رہا ہے

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ کیا اسم ہے جو بھری کائناتوں کو بے اسم کرنے چلا ہے ؟
یہ کیا گونج ہے جو قیامت کے آثار سی ہے ؟
یہ چکی کے پاٹوں کے چلنے کی ـــ سات آسمانوں کے اک دوسرے
کو کچلنے کی آواز کیا ہے ؟
خلاؤں کی بے انتہائی میں کچھ پس رہا ہے کہ کچھ بن رہا ہے ؟
یہ سب کچھ نہیں ہے تو کیا ان گنت کائناتوں کا خالق خدا
اک نیا تجربہ کر رہا ہے ؟

جون ۱۹۷۸ء

○

ہر شئے اپنی اپنی زباں میں اظہارِ حالات کرے
صبح کو چڑیا پیڑ پہ بیٹھے شب بسری کی بات کرے

انساں یوں تو نفس نفس میں طے بحرِ ظلمات کرے
عشق اگر بس جائے لہو میں، کارِ آبِ حیات کرے

کسی وجود، کسی جذبے سے پیار ہی ہے اثباتِ حیات
پیار نہ ہو تو اس دنیا میں کون گزر اوقات کرے

ایک محبت سے ڈر تھا، سو اس کو عالمگیر کیے
کون ہے اب جو بھرے جہاں میں ہم کو اسیرِ ذات کرے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہم پیاسوں کی پیاس نہ دیکھو ہم تو دل کے سمندر ہیں
شب ظلمت میں عمر گزارے اور سحر سوغات کرے

گنگ ہوئیں حرفوں کی زبانیں سنگ ہوئے لفظوں کے لب
اب تو ہماری خاموشی ہی ترسیلِ جذبات کرے

موت کو اپنی نافہمی میں سمجھے جو فنا کا نام ندیم
خاکِ لحد سے سبزہ پھوٹے اور اعلانِ ثبات کرے

جون ۱۹۷۸ء

○

رات کے ساتھ ہی رخصت ہوا مہتاب اپنا
اب کسے ڈھونڈتا ہے دیدۂ بے خواب اپنا

ہم وہ دریا، کہ تجھے پار لگانے کے لیے
توڑ بیٹھے ہیں بپھرتا ہوا گرداب اپنا

تہ بہ تہ تیرگیوں سے جو نمٹنا چاہا
جل گیا آگ میں اپنی دلِ شب تاب اپنا

ہائے یہ حسنِ نظر، وائے یہ عشاقیِ فن
ہم تو بھوکے ہیں مگر کھیت ہے شاداب اپنا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

عمر بھر ہم نے بہایا اگر آنکھوں سے لہو
مطمئن ہیں کہ وطن تو ہُوا سیراب اپنا

ایک دنیا نے یہاں پیاس بجھائی ہے ندیمؔ
اس سخاوت میں سمندر ہُوا پایاب اپنا

جون ۱۹۷۸ء

معیارِ رہنمائی

اِک مشتِ زر سے عشق کا سودا نہ کیجیے
اِنسان کے وقار کو رسوا نہ کیجیے

جذبے کا خون، فطرتِ انساں کا خون ہے
ایسا جو جی بھی چاہے تو ایسا نہ کیجیے

سجدہ بھی کیجیے تو بڑی تمکنت کے ساتھ
اپنی انا کے وزن کو ہلکا نہ کیجیے

آئینہ دیکھنا ہے تو منظر ہزار ہیں
صرف ایک اپنا عکس ہی دیکھا نہ کیجیے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جب تک ہیں خرمنوں پہ ستارے رُکے ہُوئے
بادل سے بجلیوں کا تقاضا نہ کیجیے

صحراؤں کا گھٹاؤں سے رشتہ غلط سہی
لیکن سمندروں پہ تو برسا نہ کیجیے

انساں نے حرف و صوت کو معنی عطا کیے
مفہوم کائنات سے کھیلا نہ کیجیے

تہذیب کے لباس سے دھوکا نہ کھائیے
چوروں پہ اپنے ملک کا در وا نہ کیجیے

تلقین کر رہا ہے غریبوں کو شیخِ شہر
سب کیجیے پہ کوئی تمنا نہ کیجیے

جولائی ۱۹۷۸ء

O

عالمِ ہجر میں سویا ہوں، نہ سونا چاہوں
میں تری ذات سے مایوس نہ ہونا چاہوں

گُل ترے دل میں کھلیں اور مہک جاؤں میں
اسی رشتے میں ہر انساں کو پرونا چاہوں

کیوں گوارا ہو ترے درد میں بھی شرکتِ غیر
تو جو یاد آئے تو تنہائی میں رونا چاہوں

جستجو کے لیے رہتا ہے بہانہ درکار
کھو کے پایا جسے، پا کر اسے کھونا چاہوں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چھا رہا ہے مرے اندر غمِ انجام کا ابر
خوش بھی ہوتا ہوں تو آنکھوں کو بھگونا چاہوں

میں ہوں اک طرفہ بھکاری کوئی میری بھی سنو
رات کے فرش پہ کرنوں کا بچھونا چاہوں

یوں تو اک پھول کی پتی سے بہل جاتا ہوں
میں مچل جاؤں تو صحرا کا کھلونا چاہوں

میرا منصب نہیں پیغمبرِ فن بننے کا
میں تو احساس کو لفظوں میں سمونا چاہوں

اس زمانے کا عجب طرزِ تصوف ہے ندیمؔ
کہ میں قطرے میں سمندر کو ڈبونا چاہوں

جولائی ۱۹۷۸ء

حواس

بصارت منجمد ہے
اور زباں اک برف پارے کی طرح سُن ہے
مرے تخ ذائقے میں ریت کے ذرات اُڑتے ہیں
سماعت اس قدر بے دست و پا ہے
صرف سناٹے کی مبہم اور پیہم چیخ اس کی دسترس میں ہے
زمیں کو سونگھتا ہوں تو خلا کی باس آتی ہے
فقط اک حس ابھی زندہ ہے
مستقبل کے لمسِ دلربا کی حس!
مسلسل ارتقا کی حس!
خدا کی حس!

جولائی ۱۹۷۰ء

⊙

یہ جو اک عمر کی تنہائی ہے
میرا معیارِ توانائی ہے

ہر طرف ایک ہی صورت کا ہجوم
یہ عجب انجمن آرائی ہے

وہی اک چاند، وہی ایک نے ہیں
تیری میری یہی یکجائی ہے

شب کو جلتا ہے وہی مثلِ چراغ
دل کو جو لالۂ صحرائی ہے

عشق پتھر سے نمی مانگتا ہے
عقل کہتی ہے، یہ دانائی ہے

بول سکتے ہیں، مگر سب چپ ہیں
یہ بھی اک طرح کی گویائی ہے

نوکِ خنجر سے ملے زخمِ ندیم
یہ نیا طرزِ مسیحائی ہے

جولائی ۱۹۷۸ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یاد

رات کے وقت، مرے دل پہ، تری یاد کا ہاتھ
اتنی نرمی سے اُترتا ہے کہ جیسے شبنم
اِک چٹکتی ہوئی نورستہ کلی پر اُترے

جولائی ۱۹۷۸ء

قریب آؤ تو دیکھوں

قریب آؤ تو دیکھوں
تم مرے معیار کی حد تک حسیں ہو
یا پھر اس معیار سے بھی ماورا ہو
جیسے انساں کے تصور میں خدا ہو!

جولائی ۱۹۷۸ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بلاوا

بارشوں کے موسم میں
بوندیوں کی دستک نے
میرے گھر کے دروازے
مجھ پہ کھول ڈالے ہیں

جولائی ۱۹۷۸ء

O

روشنی کا، افقِ شب پہ اشارہ کیوں ہے؟
رات اُجڑی ہے مگر ساتھ ستارا کیوں ہے؟

وہ جو گرداب سے لرزاں ہیں، ذرا غور کریں
ہر بپھرتے ہوئے دریا کا کنارا کیوں ہے؟

برف پگھلی ہے تو کیوں اس میں ہے تلوار کی کاٹ
راکھ ٹھنڈی ہے تو پھر اس میں شرارہ کیوں ہے؟

زیرِ تعمیر جو ہمارا ہے وہ سب کا ہے اگر
قصرِ مرمر جو تمھارا ہے، تمھارا کیوں ہے؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

راہ گر کوئی نہ سُوجھی تھی تو ہم سے کہتا
رہنما نے ہمیں دوراہے پہ مارا کیوں ہے؟

یہ تصرّف ہے ترا، یا مرا معیارِ وفا
ترکِ اُلفت پہ بھی تُو اتنا ہی پیارا کیوں ہے؟

عشق اگر کچھ بھی نہیں جز ہوسِ جسمِ ندیمؔ
اس نے الہام مرے دل میں اُتارا کیوں ہے؟

جولائی ۱۹۷۸ء

دائرے

زخم بھر جاتے ہیں
ذہنوں سے اُتر جاتے ہیں
دن گزرتا ہے تو پھر شب بھی گزر جاتی ہے
پھول جس شاخ سے جھڑ جاتے ہیں
مرجاتے ہیں

چند ہی روز میں
اُس شاخ پہ آئندہ کے پھولوں کے نگینے سے اُبھر آتے ہیں
تیرے جانے سے مری ذات کے اندر جو خلا گونجتا ہے
اک نہ اک دن اسے بھر جانا ہے
اک نہ اک روز تجھے
میری پھیلی ہُوئی، ترسی ہُوئی باہوں میں پلٹ آنا ہے!

جولائی ۱۹۷۸ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

غوطہ

قدم گھر سے نکالوں
تو گلی، خندق کی صورت میں نظر آتی ہے!
جب چلتا ہوں
یوں محسوس ہوتا ہے
کہ میں اُترا چلا جاتا ہوں!
میرے شہر کو دھرتی کے ماتھے کا اُجالا کہنے والے
جھوٹ کب کہتے تھے

urdukutabkhanapk.blogspot.com

لیکن یہ گئے دن کی کہانی ہے
کہ جو بستی زمیں پر حسنِ تہذیب و تمدن کا نمونہ تھی
وہ اب تحت الثریٰ کی سرحدوں کے آس پاس
اک غار میں بکھری ہوئی محصور بیٹھی ہے
اسی باعث میں اپنے شہر کی گہرائیوں میں یوں اُترتا ہوں
کنوئیں میں جیسے بچہ گر پڑے تو غوطہ خور اترے!

جولائی ۱۹۷۸ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حضرتِ خضر کو بھی زحمتِ خیرات نہ دو
تن سے جینا ہے تو پھر آبِ بقا مت ڈھونڈو

اپنے ایمان کو آوارہ نہ ہونے دو کبھی!
ایک مل جائے تو ایک اور خدا مت ڈھونڈو

اس سے پوچھو، سفرِ جسِ شبی کیسے کٹے
دامنِ صبح میں گل ہائے صبا مت ڈھونڈو

افقِ حسن سے اک پل بھی نگاہیں نہ ہٹیں
عشق کرنا ہے تو کچھ اس کے سوا مت ڈھونڈو

تم جب انسان ہو، تو انساں کی جبلت میں ندیم
خیر کے پھول چنو اور خطا مت ڈھونڈو

جولائی ۱۹۷۸ء

O

عشق بے دم ہے تو فردوسِ وفا مت ڈھونڈو
ریت پھانکی ہے تو گندم کا مزا مت ڈھونڈو

سر سے پا تک ہوں جب اُتری ہوئی سرسوں کی رتیں
پھر کسی ہاتھ پہ نیرنگِ حنا مت ڈھونڈو

دھجیاں اپنی حمیت کی، چھپاؤ گے کہاں
سر سے نوچی ہوئی، بیٹی کی ردا مت ڈھونڈو

جرم کے بوجھ سے دبتا ہے تو روتا ہے ضمیر
ہر طرف سے جو اُٹھتی ہے صدا، مت ڈھونڈو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

درِ کسریٰ پہ صدا کیا کرتا
اک کھنڈر مجھ کو عطا کیا کرتا

جس اندھیرے میں ستارے نہ جلے
ایک مٹی کا دیا کیا کرتا

ریت بھی ہاتھ میں جس کے نہ رُکی
وہ تہی دست، دعا کیا کرتا

ڈھب سے جینا بھی نہ آیا جس کو
اپنے مرنے کا گلہ کیا کرتا

اس کا ہونا ہے مرے ہونے سے
میں نہ ہوتا تو خدا کیا کرتا

تُو نے کب مجھ کو دیے میرے حقوق
میں ترا قرض ادا کیا کرتا

ایک دھتکار تو جھولی میں پڑی
تو نہ ہوتا تو گدا کیا کرتا

جو نہ سمجھا کبھی مفہومِ وفا
اپنا وعدہ بھی وفا کیا کرتا

تشنہ لب آئے مگر ڈوب گئے
چشمۂ آبِ بقا کیا کرتا

نکہت و رنگ کا پیاسا تھا ندیم
صرف اک لمسِ ہوا کیا کرتا

اگست ۱۹۷۸ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

○

دستِ تقدیر نے یوں نقش ابھارا میرا
میری پلکوں پہ اُتارا ہے ستارا میرا

پیارا ہے دستِ کشتی کا نہیں یارا میرا
اس کا پیارا ہوں کہ جو شخص ہے پیارا میرا

وہ نہیں ہے تو سرِ دشتِ تمنا کس نے
اس کی آواز میں پھر نام پکارا میرا

راہیں، ہاتھوں کی لکیروں کی طرح روشن ہیں
اس کی یادیں ہیں سفرِ شب میں سہارا میرا

میں تو سمجھا تھا کہ دن بھر کی رفاقت ہوگی
رات کے ساتھ گیا صبح کا تارا میرا

وہ سمندر ہوں جو ملاحوں سے شرمندہ ہے
اتنا گہرا ہوں کہ پاتال، کنارا میرا

تیر سینے میں جو اُترا تو لہو کیوں نہ بہا
امتحاں لینے چلے ہیں وہ دوبارہ میرا

میں کہ فن کار ہوں، کیوں داد نہ دیتا فن کی
دستِ قاتل نے اگر زخم سنوارا میرا

ستمبر ۱۹۷۸ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

⊙

ہم کو چاند اور تاروں سے بڑھ کر، یہ منظر سہانے لگے
آنسوؤں سے ہو بھیگا ہُوا جس کا چہرہ، وہی مسکرانے لگے

رات بھر ہم نے تیرے کھُلے گیسوؤں میں تری چاند صورت کو ڈھونڈا
صبح کو تیرے جاتے ہی ہر سُو، ترے خال و خد جگمگانے لگے

موسمِ گُل جب آیا تو گلزار و صحرا کی ساری تمیز اُٹھ گئی
خشک شاخوں سے ٹوٹے ہُوئے زرد پتّے، دفیں سی بجانے لگے

دن چھپا تو مسافر سحر کے لیے کتنی تاریک صدیوں سے گزرا
ایک سورج کے بعد ایک سورج نکلنے میں کتنے زمانے لگے

جانے ان بے زبانوں نے کیسی قیامت کے آثار افق پار دیکھے
شام سے قبل ہی اب پرندوں کے غول آشیانوں کو جانے لگے

جس نے جس دور میں بھی مسیحائی کی اُس کو مصلوب ہونا پڑا
لوگ مُردوں کو زندہ کرانے کے بعد اس کو مقتل میں لانے لگے

ستمبر ۱۹۷۸ء

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بلیغ آنکھیں

میں جھانکتا ہوں جب اُس کی بلیغ آنکھوں میں
بصارتوں پہ صحیفے اترنے لگتے ہیں
مری نگاہ میں تحلیل ہو کے اس کے نقوش
لہو کی طرح رگوں سے گزرنے لگتے ہیں

بہت شدید ہے اُس لمحے کی گرفتِ جمال
کہ زخم بھی مرے دل میں سنورنے لگتے ہیں
سمندروں کی تہوں سے بچشمِ اُس کے دامنِ چاک
صدی صدی کے سفینے اُبھرنے لگتے ہیں

چٹکنے لگتی ہیں خواب و خیال کی کلیاں
قریب و دور ستارے بکھرنے لگتے ہیں

اکتوبر ۱۹۷۸ء

○

ذرّے ذرّے میں جو تابانیِ جوہر دیکھیں
وہی، انساں کو فرشتے کا بھی ہمسر دیکھیں

یہ نہ دیکھیں کہ زمیں خود بھی ہے اک سیّارہ
لوگ حسرت سے فلک پر مہ و اختر دیکھیں

یہ قلندر ہیں — مگر نام ہیں کیا رکھا ہے
آؤ، اِس دور کے دارا و سکندر دیکھیں

دھوپ سے جن کو گلہ ہے کہ جلا ڈالے گی
اپنے اندر کے اندھیروں سے نہ باہر دیکھیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ذات کو کھوجنے والوں سے شکایت کیسی
خود کو جو ڈھونڈ نہ پائیں، ہمیں کیونکر دیکھیں

ہم تو وہ دشت نوردانِ محبت ہیں ندیمؔ
ایک ہی گل سے دو عالم کو معطر دیکھیں

نومبر ۱۹۷۸ء

دھند

کہر میں لپٹا سورج نکلا
دشتِ فلک کے ہاتھ میں جیسے طشت پرانا!
چار طرف اشجار نہیں، اشجار کے سائے استادہ ہیں
شاخیں برگ و ثمر سے خالی
ہریالی بھی دھندلی دھندلی، کالی کالی!
پھول، سحر کے دھوکے میں انگڑائی لے کر پتّی پتّی بکھر گیا ہے!
چڑیا اپنے رین بسیرے سے نکلی ہے لیکن رستہ بھول گئی ہے!
سڑک پہ تانگے کے گھوڑے کی ٹاپیں گولے چھوڑ رہی ہیں!
ایک غبارے بیچنے والا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچّوں سے محروم گلی میں آکر جیسے سوچ رہا ہے
رو دوں یا آواز لگاؤں!
چمنی سے جو دھوئیں کا اک مینار اُبھرا تھا
کھڑکی میں جیسے گڑا ہُوا ہے!
بچہ ماں سے ضد کرتا ہے — صبح کہاں ہے؟
صبحیں ایسی مٹیالی مٹیالی کیسے ہو سکتی ہیں!

اک سورج کے دُھندلے پن نے کتنے مسائل جنم دئے ہیں!
جیسے قدرت کا آئین بدلنے لگا ہے!
وقت بھی جیسے پاؤں گھسٹ کر چلنے لگا ہے!
روشن چہروں پر بھی دھبّے پڑنے لگے ہیں!
پتّے پیار کے پیڑوں سے بھی جھڑنے لگے ہیں!

نومبر ۷۸ ۱۹ء

○

نہ جانے خال و خد کیوں چھن گئے ہیں خوش جمالوں کے
بیموں سے نظر آتے ہیں صحرا میں غزالوں کے

اِک ایسے دَور میں تخلیقِ فن کی مجھ کو سوجھی ہے
اگر سوچوں تو پر کٹنے لگیں میرے خیالوں کے

زمیں کے در پہ دستک دوں تو شاید خاک بول اُٹھے
جواب آتے نہیں افلاک سے، میرے سوالوں کے

یہ وقت ایسا ہے جب جذبے کا سکّہ چل نہیں سکتا
کہ دیوانے بھی طالب ہیں دلیلوں کے، حوالوں کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دوام
۲۳۰

مجھے نابود ہو جانے سے روکا اس حقیقت نے
زوالوں کے کھنڈر پر قصر اُٹھتے ہیں کمالوں کے

ندیمؔ اب اِک قصیدہ اس گروہِ حسن کاراں کا
فسانے تو بہت سے لکھے ہیں تو نے گاؤں والوں کے

نومبر ۱۹۷۸ء

متفرق اشعار

کوئی گلہ نہ کروں گا تری رضا کے بغیر
مگر لرزتے لبوں کو کہاں چھپاؤں گا میں
میں ہر کلی کی چٹک میں تجھے صدا دوں گا
کہ مل کے خاک میں بھی، بار بار آؤں گا میں

جس سے پوچھو، یہی کہتا ہے کہ میں زندہ ہوں
وقت کی قبر کا احساس کسی کو بھی نہیں

ناقد نے لغات کھول لی ہے
یوں قدر ہوئی مرے ہنر کی

اردو کتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot

بحر و صحرا ہوں کہ سیارے ہوں یا افلاک ہوں
ہر ورق پر ایک ہی اسلوب ہے تحریر کا

—

جانے کس کرب سے تپتی ہیں زمینیں اپنی
اب تو سجدوں میں بھی جلتی ہیں جبینیں اپنی

—

اُردو کُتب خانہ پی کے
urdukutabkhanapk.blogspot